پٹواری

پیرزادہ غلام احمد مہجور

پٹواری

جس میں

پٹواری کی تعریف۔ فنِ پٹوار کی تعلیم اور جملہ اصول و ہدایات
و اصطلاحات پٹوار کی مکمل تشریح۔ کشمیر کے دستور مال گذاری
کے مختصر قوانین اور کاغذات پٹوار کا مفصّل تذکرہ

مؤلفہ و مرتّبہ

پیرزادہ غلام احمد مہجور۔ پٹواری

ناشر ---------- ابدال احمد مہجور متری گام پلوامہ
مطبع ---------- خواجہ پریس دہلی ۶
کتابت ---------- منیر عالم سہارنپوری
قیمت ---------- اڑتالیس روپے 48/=
پرنٹنگ .... آفسیٹ

فہرست مضامین

چانہٕ کتھ مہجورؔ چاوان عارفن آب حیات
مانہٕ ہوت درویش کامِل آسہٕ ہک نَے حلقہٕ دار

ا

مہجور

(شخصیت سے تعارف)

شاعر کشمیر پیرزادہ غلام احمد مہجورؔ ضلع پلوامہ کے ایک پُر فضا گاؤں متری گام میں گیارہ اگست سنہ ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوئے۔ اُس زمانے میں پلوامہ ضلع صدر مقام نہیں تھا بلکہ تحصیل تھی۔ پلوامہ سرینگر کے جنوب میں ۳۰، کلومیٹر دُور اور متری گام پلوامہ کے مغرب میں ۵ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ مہجورؔ ایک پیرزادہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اِن کے والد پیر عبداللہ شاہ اپنی شرافت اور نجابت کے لئے مشہور تھے۔ پیر عبداللہ شاہ عربی اور فارسی کے جید عالم تھے۔ اور فن خوشنویسی میں بھی کمال رکھتے تھے۔ یہ اپنے آبائی وطن لونگ تحصیل چاڈورہ سے متری گام خانہ داماد کی حیثیت سے آئے تھے۔ اور یہیں کے ہو کے رہ گئے۔ مہجورؔ کی والدہ سعیدہ بیگم کا تعلق اُس علمی گھرانے سے تھا جس کے ایک اہم سُتون مُلّا اشرف دیری رہے ہیں۔ جنہوں نے نظامی گنجوی کی پانچ فارسی مثنویوں یعنی خمسۂ نظامی کے جواب میں ایک پورا خمسہ لکھا۔ کشمیر کی نیم اسطوری اور تاریخی لوک کہانی "ہی مال" کو بھی فارسی میں پہلی بار اُنہوں نے ہی نظم کیا۔

خاندانِ مہجورؔ نے کئی عالم اور باکمال خوشنویس پیدا کئے، جن میں بابا حضور اللہ۔ کشمیر کے مشہور سکھ گورنر مہان سنگھ کے درباری

کاتب تھے۔ ان کا کتابت کیا ہوا شاہنامۂ فردوسی نایاب ہے۔
مہجورؔ کی والدہ سعیدہ بیگم اِن ہی حضور اللہ کی نواسی تھیں۔
آپ خود بھی فارسی اور عربی پر دسترس رکھتی تھیں جس کا بین
ثبوت ان کا نقل کیا ہوا "اعتقادنامۂ جامی" ہے۔ خاص طور سے
وہ تشریحیں جو اُنہوں نے سُرخی سے اس مسودے پر جگہ جگہ
رقم کی ہیں تاکہ اُن کا بیٹا مہجورؔ آگے چل کر اس سے استفادہ
کرے۔ اس سے اس بات کا اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ وہ شعرو
سخن سے خاص دلچسپی رکھتی تھیں۔ مہجورؔ تقریباً ۲ سال کے تھے۔
کہ موت کے بے رحم ہاتھوں نے سعیدہ بیگم کو اُن سے چھین لیا۔
اور مہجورؔ کی پرورش اُن کی نانی عزیزہ بیگم کی آغوش میں
ہوئی۔

گھر کا ماحول علمی ہونے کے سبب مہجورؔ کی ابتدائی تعلیم
گھر ہی میں ہوئی۔ گیارہ سال کی عمر یعنی ۱۸۹۸ء میں ترال جاکے
عبدالعلی گنائی عاشق سے تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ یہ تعلیم
و تربیت کا وہ مشرقی انداز تھا جو کم و بیش تمام برِّ صغیر میں اُس
وقت رائج تھا۔ ۱۹۰۱ء میں ۱۴ سال کی عمر میں رسمی تعلیم کے
لئے سری نگر آکے مدرسہ نصرت الاسلام میں داخلہ حاصل کرلیا
اسی مدرسہ کے سالانہ جلسے میں مہجورؔ نے ۱۹۰۵ء میں بحیثیتِ
طالبِ علم کے اپنی پہلی باقاعدہ کشمیری نظم پڑھی تھی۔
۱۹۰۵ء میں ہی مہجورؔ نے پنجاب کا سفر کیا اور اس طرح
سے مہجورؔ کی زندگی کے عملی سفر کا آغاز بھی ہوا جو پیچیدہ بھی تھا

اور خار دار بھی۔ پنجاب اُس زمانے میں تمدنی ثقافتی اور ادبی سرگرمیوں کا خاص مرکز تھا۔ جس کی بدولت مہجورؔ نے وہاں کے جید علماء اور شعراء سے ملاقات کی۔ اِسی زمانے میں اُن کی ملاقات مولوی عبد اللہ بسملؔ امرتسری سے ہوئی۔ نظم اور نثر میں مہارت رکھنے والے بسملؔ ہی کی وساطت سے مہجورؔ قادیان گئے اور وہاں اُردو کے کچھ چیدہ اخبارات میں خطاط کی حیثیت سے کام کیا اور ادارت میں بھی شریک رہے۔ پنجاب کے علماء اور شعراء سے مہجورؔ بسملؔ ہی کے ذریعے متعارف ہوئے۔ لُدھیانہ میں منعقد ایک مشاعرے میں کلام بھی پڑھا۔ جس کی صدارت شبلیؔ نعمانی نے کی تھی۔ یہ مشہور واقعہ اُسی زمانے سے منسوب ہے کہ جب شبلیؔ نے تخلص مہجورؔ اختیار کرنے کا سبب دریافت کیا تو مہجورؔ نے جواب دیا۔ کہ وطن سے دُور ہوں اسلئے مہجور ہوں۔ دوبارہ پوچھا کہ جب وطن واپس جائیں گے تو......؟ مہجورؔ نے بڑا ذہین جواب دیا کہ تب آپ سے دُور رہوں گا۔ اِسلئے بھی مہجور ہی رہوں گا۔ لڑکپن سے ہی شاعری کا شوق وذوق اپنے اندر بھرا تھا جو پنجاب کے ادبی حلقوں سے وابستہ ہو کر اُبھرنے لگا۔ مہجورؔ تخلص کیا اور باقاعدہ شعر گوئی کرنے لگے۔

پنجاب کے دو سالہ قیام کے بعد واپسی پر ۱۹۰۷ء میں نانی عزیزہ بیگم کا کالرا سے انتقال ہوا۔ جس کا مہجور کو زبردست صدمہ ہوا۔ اسی سال پیر عبد اللہ شاہ کا تعمیر کردہ مہجور کا آبائی

مکان جس میں اُنہوں نے آنکھ کھولی تھی اور بچپن کے چند برس گزارے تھے۔ آگ سے خاکستر ہو گیا۔ اب سر چھپانے کے لئے سوائے سایۂ پدری کے کوئی آسرا نہ تھا چنانچہ اس خاندان کی تاریخ نے ایک بار پھر اپنے آپ کو دھرایا اور یہ باپ بیٹے واپس لوٹ گئے۔ سوائے مریدی کے سلسلے کے کوئی خاص ذریعہ معاش بھی نہیں تھا۔ اسی اثنا میں ایک دوست کے ذریعے مہجور یارِ کلان تحصیل چاڈورہ کے ایک باکمال رُوحانی بزرگ پیر غیاث الدّین کے قریب ہوئے۔ پیر غیاث الدین کا حلقۂ شائقین وسیع تھا۔ اور وہ عالموں کے قدردان تھے۔ جب اِنہیں مہجور کے لکھا پڑھا ہونے کا علم ہوا تو اپنے تینوں بچوّں کا مہجور ہی کو اتالیق مقرّر کیا۔ اس طرح اُن کے نکاح میں پیر غیاث الدین کی دختر مہتاب بیگم آگئیں۔ اور مہجور خانہ داماد کی حیثیت سے اُن ہی کے گھر میں رہائش پذیر ہوئے۔

مہجور پیر مُریدی کے اپنے آبائی پیشہ کے ابتدا ہی سے خلاف تھے۔ چنانچہ وہ خود رقم طراز ہیں " ایک توانا اور تندرست پیرزادے کو صدقہ و خیرات اور نذر و نیاز لینے کا کیا حق حاصل ہے۔ پیر کی خدمت انجام دینے سے غریب مُرید کو کیا نعم البدل مل سکتا ہے ؟ آخر اس آمدنی کا کیا نام ہے۔ جو محنت اور مشقت کے بغیر حاصل ہو۔ میں ایسی مفت خوری کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہتا ہوں "۔ اِسی کے پیشِ نظر اُنہیں خود محنت اور مشقت کر کے کمانے کی جستجو رہی۔ اور مشہور شاعر

چودھری خوشی محمد ناظر جو گورنر بلتستان تھے کے وسیلے سے محکمۂ بندوبست اراضی میں ۶؍ روپے ماہوار مشاہرے پر سنہ ۱۹۰۸ء میں شجرہ کش بنا کر لداخ بھیج دیئے گئے۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں مہجور کرگل میں تھے کہ چچا پیر محمد شاہ کا خط ملا۔ جس میں لکھا تھا کہ مہجور کے والد پیر عبداللہ شاہ کا علالت کے بعد ۳؍ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کو انتقال ہوا۔ انتقال کے وقت اُن کی جیب سے ایک روپیہ برآمد ہوا۔ آٹھ آنے اُن کی تجہیز و تکفین پر خرچ ہوئے۔ اور آٹھ آنے فاتحہ پر۔ اِس خط نے مہجور کے ذہن میں ہلچل مچادی۔ قدیم رشتوں کا جو دھاگہ اب تک کسی طرح سے بندھا ہوا تھا وہ یکایک ٹوٹ گیا تھا۔ ملازمت سے رخصت لے کر کشمیر آئے۔ لیکن گھر کی زنجیروں نے اس طرح باندھ دیا کہ واپس کرگل نہ جاسکے اور ملازمت سے برطرف کئے گئے۔ ایک طرف تو سایۂ پدری سے محرومی۔ دوسری طرف ملازمت سے برطرفی اور تیسری طرف براہِ راست گھریلو ذمّہ داریاں اس طرح سے دامن گیر ہوئیں کہ مہجور یاس و الم کی تصویر بن گئے۔ اِن ہی ایّام میں اپنے سسرالی عزیزوں کے سلسلے سے اپنی اہلیہ مہتاب بیگم کے ہمراہ شاہ عبدالرحیم قلندر صفاپوری کی خدمت میں حاظر ہوئے۔ اظہارِ خیال کیا۔ اس صاحب نظر بزرگ نے محنت و جستجو کی تلقین کرتے ہوئے کہا۔ اللہ مشکل کشائی کرے گا۔ چنانچہ اس دور میں معاشی پریشانیوں نے اس طرح گھیرا کہ سنہ ۱۹۱۳ء تک کئی بار پنجاب کا سفر کرنا پڑا۔ جب تک

کہ ان کا تقرر پٹواری کی حیثیت سے ہوا۔ باوجود اِس ملازمت کے مہجورؔ اُس وقت کے جاگیر دارانہ نظام کے ظلم وستم سے محفوظ نہ رہ سکے۔ جس کی بشارت شاہ عبدالرحیم نے پہلے ہی دی تھی چنانچہ سنہ ۱۹۱۳ء سے سنہ ۱۹۲۰ء تک تین بار سرکاری ملازمت سے معطل ہوئے۔ اور بالآخر سنہ ۱۹۲۰ء میں جب حاجن بحیثیتِ پٹواری تبدیل ہوئے تو کچھ سکون نصیب ہوا۔ پٹواری کی ملازمت نے مہجورؔ کو ایک بہترین موقع فراہم کیا۔ یعنی مہجورؔ کو وادیٔ کشمیر کے طول وعرض میں سفر کرنے۔ مختلف علاقہ جات میں رہنے وادی کشمیر کے لوگوں کی سماجی اور اقتصادی زندگی کا مشاہدہ کرنے اور بالخصوص یہاں کے دیہانوں اور کسانوں کی حالت اور اُن کے رہن سہن۔ زراعت اور معاشی زندگی کے بارے میں بہت باریکی سے دیکھنے اور محسوس کرنے کا بھرپور موقعہ ملا۔ وہ جہاں بھی رہے اپنی شخصیت خلوص ومحبت اور خوش کلامی سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا۔ اونتی پورہ میں رہے۔ حاجن میں رہے۔ ہندواڑہ گئے۔ اور آری گام میں قیام کیا۔ آری گام کے قیام کا سلسلہ ۱۴ طویل برسوں پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ مہجورؔ کی شاعرانہ پختگی۔ علمی سرگرمی اور تلاش وجستجو کا زمانہ تھا۔ سرکاری ملازمت کا یہ سفر آخر سنہ ۱۹۴۲ء میں اختتام پذیر ہوا۔ اور مہجورؔ بحیثیتِ پٹواری ہی سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ اور سنہ ۱۹۴۲ء میں ہی متری گام میں دوبارہ مستقل سکونت اختیار کی۔

اور تخلیقی و تحقیقی کام میں مصروف ہوئے۔ مہجورؔ نے اپنے قلم اور گفتار سے کشمیریوں میں وطن پرستی اور اعتماد پیدا کیا اور کشمیری قوم نے بھی اس کے جواب میں مہجورؔ کو محبت دی۔ اُن کے نغموں کو سینے سے لگائے رکھا۔ حکومت جموں وکشمیر نے اُن کی خدمات کے اعتراف میں اُنہیں تا حیات وظیفہ سے نوازا۔ مشہور ماہرِ تعلیم جناب اسداللہ کاظمی جو ناظمِ تعلیمات تھے نے حکومت کا وہ اعتراف نامہ اِن الفاظ میں مہجورؔ تک پہنچایا۔

"آج ریاست جموں وکشمیر کی کابینہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کشمیری زبان کے شاعرِ اعظم کو مبلغ سَو روپے ماہوار کی پنشن تاحینِ حیات دی جائے۔ کشمیری زبان اور اس کی شاعری کو آج ایک قومی رتبہ ملا ہے۔ اِس پر اِس کی زبان اور اِس کے تمدن سے محبت کرنے والے جتنا بھی فخر کریں کم ہے"

یہ حکومت کی طرف سے کشمیری تہذیب و تمدن۔ زبان و ادب اور خاص طور سے کشمیری شاعری کے حُسن اور اِس کی قوت کا پہلا بھرپور اعتراف تھا۔ مگر اِس کا کیا کیجئے کہ ع

...... عید ہوئی ذوق وے شام کو۔

مہجورؔ کی طبیعت پہلے ہی ناساز تھی۔ وہ حکومت کی طرف سے دیا جانے والا وظیفہ وصول کرنے کے لئے متری گام سے پلوامہ تشریف لے گئے۔ یہ ۸ ر اپریل ۱۹۵۲ء کا دن تھا۔

خزانے سے وظیفہ کی رقم حاصل کی مگر باہر آتے ہی فالج گر پڑا۔ اُنہیں اپنے گھر متری گام پہنچایا گیا اور ۹ر اپریل سنہ ۱۹۵۲ء کی صبح کو کشمیر کا نغمہ خواں چل بسا۔ اگلے روز وہیں متری گام میں دفن کئے گئے۔ لیکن حکومتِ وقت نے فیصلہ کیا کہ کشمیر کے قومی شاعر کو سرینگر کے قریب الکھواجن میں مزارِ حبہ خاتون میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ ۱۱ر اپریل سنہ ۱۹۵۲ء کو مہجور کے جسدِ خاکی کو دوبارہ قبر سے نکالا گیا اور اُن کی میّت کو متری گام سے خانقاہِ معلیٰ سرینگر لایا گیا۔ اور وہاں سے سرکاری اعزاز کے ساتھ جلوس کی صورت میں الکھواجن لے جایا گیا جہاں ۲۱ر توپوں کی گرج دار آوازوں کے بیچ مہجور کی میّت کو سپردِ خاک کیا گیا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مہجور نے فارسی اور اُردو شعر و سخن کی دنیا میں آنکھ کھولی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُن کی شاعرانہ صلاحیتوں اور فنی کمالات کو کشمیری زبان کے شعر و ادب کی پُر فضا اور رنگین دنیا میں ہی نگاہ نصیب ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ کشمیری زبان اور کشمیر کے قومی شاعر یعنی شاعرِ کشمیر بن گئے۔ مہجور بیسویں صدی کا شاعر ہے یعنی ہماری اپنی صدی کا شاعر جس نے کشمیری شاعری کو پہلی بار نئے انداز سے تراشا۔ سنوارا، اور نکھارا۔ کشمیری شاعری کی دیوی کو اپنے پیشرو صوفی شعراء کے تنگ و تاریک غاروں سے نکال کر وادی گل

پوش کی سرسبز و شاداب مرگوں، جھرنوں، آبشاروں اور مہکتے لالہ زاروں میں پہنچ کر ایک عام انسان سے آشنا کرایا اور اُن ہی کی سیدھی سادھی زبان میں اس کے سوز و گداز کو اظہار عطا کیا۔ اس طرح کشمیری شاعری کا عوام سے ربط پیدا ہو گیا اور شاعر کو عوامی منصب نصیب ہوا کشمیری شاعری کی فرسودہ رومانیت کو تجربہ کی نئی بھٹی میں تپا کر اور اپنے زندہ جذبات سے لبریز دل کی دھڑکنیں عطا کر کے اس کو ایک بار پھر دل فریب اور دلکش بنا دیا۔ مہجور کی دنیا پھولوں کی خوشبو۔ پرندوں کی چہچہاہٹ اور آبشاروں اور ندی نالوں کے نغموں سے معمور ہے۔ اس میں ترنم اور دلکش آوازوں اور خوب صورت اور خوش کُن رنگوں کا امتزاج ہے۔ مہجور کا ذوقِ جمال محلوں اور اُونچے ایوانوں کو نہیں تاکتا بلکہ کشمیر کے کھیتوں اور اُن میں کام کرنے والوں کی طرف دیکھنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اِس کی ایک نمائندہ مثال اُن کی نظم "گریسی کوُر" ہے جو اُنہیں ورڈس ورتھ کا سا فطرت شناس انداز بخشتی ہے۔ شاعری کو عوام کے قریب لا کر مہجور نے کشمیریوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے میں اپنا بھرپور حصہ ادا کیا۔ شاعری کے ذریعے پہلی بار کشمیری عوام کے دلوں میں گرمی اور ذہنوں میں حرکت پیدا ہوئی۔

مہجور کو کشمیر اور کشمیر سے باہر برصغیر کی ممتاز ادبی شخصیتوں

کے ساتھ مراسم تھے جن میں علامہ اقبال۔ رابندر ناتھ تیگور۔ ایڈورڈ جے براؤن۔ عرش ملسیانی۔ مولانا شبلی۔ بسمل امرتسری۔ مولانا حبیب الرحمٰن۔ شیو نراین شمیم۔ ڈاکٹر جی ایم ڈی صوفی۔ منشی محمد الدین فوق۔ قابلِ ذکر ہیں۔

مہجور کے فکر و فن کا دائرہ صرف اُن کی شاعرانہ صلاحیتوں تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ انہوں نے نثر نگاری کے میدان میں بھی اپنے جوہر دکھائے ہیں۔ مہجور کے نثری تصانیف میں "آیئنہ اتحاد کشمیر" "تذکرہ فارسی شعرائے کشمیر" "سفرنامہ لداخ" "حیات رحیم" اور "پٹواری" قابلِ ذکر ہیں۔ گھریلو پریشانیوں اور ناسازگار حالات کے پیشِ نظر مہجور ان تصانیف کو اپنی زندگی میں شایع نہیں کر سکے۔ صرف حیاتِ رحیم چھپ چکی ہے۔ بہرحال یہاں صرف مہجور کی ایک تصنیف "پٹواری" کا ذکر کرنا مطلوب ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں کونسا مقصد و مدعا کارفرما تھا۔ اس کے بارے میں مہجور نے کتاب کے دیباچہ میں تفصیل سے وضاحت کی ہے۔ اس ضمن میں مزید کوئی وضاحت کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ بس اتنا کہہ سکتے ہیں کہ مہجور ایک عام ملازم نہیں تھے۔ جس کا ملازمت سے صرف مشاہرے کا تعلق ہوتا ہے۔ وہ شجرہ کش اور پھر پٹواری ضرور تھے مگر اُن کے اندر کا ادیب اور شاعر ہمیشہ اُن کے ساتھ رہا۔ چنانچہ قیام آری گام ہی کے دوران "پٹواری" کے نام سے ایک کتاب لکھ کر اس بات کا ثبوت فراہم کیا کہ وہ محکمۂ مال کی کارگذاری، اصطلاحات اور پٹواری کے فرائض وغیرہ سے

کسقدر ماہرانہ واقفیت رکھتے تھے۔اس کتاب سے جہاں عام
لوگ استفادہ کر سکتے ہیں۔ وہاں محکمہ مال کے ملازم بھی متنفید ہو سکتے
ہیں۔ بہرکیف کتاب ہٰذا کی افادیت کے بارے میں صحت مند رائے
ہمارے قارئینِ گرامی ہی ظاہر کر سکتے ہیں جس کی ہم اُن سے بہر
صورت توقع رکھیں گے۔

پیرزادہ ابدال مہجورؔ
متری گام پلوامہ
۱۵ر مارچ سنہ ۱۹۹۱ء
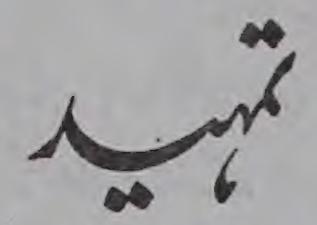
کشمیر کے دیہات میں عموماً پرائمری تک ہی تعلیم دی جاتی
ہے۔ زمینداروں کے بچے پانچویں جماعت کا امتحان پاس کرکے
اپنے موروثی پیشہ (کاشتکاری) کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کیونکہ
اعلیٰ التعلیم حاصل کرنے کی نہ ان میں استطاعت ہے۔ اور نہ دیہات
میں اعلیٰ تعلیم کا مکمل انتظام ہے۔ دیہاتی اور زمیندارہ زندگی
کو ملحوظ رکھتے ہوئے زمینداروں کے لئے پرائمری تعلیم بھی کافی
تھی۔ بشرطیکہ یہ مختصر تعلیم ان کی مختصر ضروریات کو پورا
کرسکتی۔

تجربہ اور مشاہدہ ثابت کر رہا ہے۔ کہ عہد حاضرہ کا پرائمری
پاس زمیندار لڑکا نوشت وخواند سے وہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا
جس کی اس کو ضرورت ہے یعنی جن معاملات کے ساتھ اِس کو رات
دن واسطہ پڑتا ہے اور اپنے سادہ کاروبار میں جو مشکلات اِس
کو پیش آتی ہیں۔ اِن کے حل کرنے میں موجودہ تعلیم اِس کو کوئی
مدد نہیں دے سکتی۔

سرکاری محکمہ جات میں سے زمیندار کے زیادہ تر تعلقات
محکمۂ مال کے ساتھ ہیں۔ جس کا سنگِ بنیاد پٹواری ہے۔ پٹواری
کے پاس اراضیات اور مال گذاری کے حسابات کا دفتر اردو زبان

میں موجود ہوتا ہے۔ اور ان کاغذات کے سمیت زمینداروں کے پاس ہر وقت رہتا ہے۔ لیکن پانچویں جماعت کا سند یافتہ زمیندار ان کاغذات کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ نمبر خسرہ کس کو کہتے ہیں! کھیوٹ اور کھاتہ کیا ہوتا ہے! لگان کس جانور کا نام ہے! پرتہ سے کیا مطلب ہے! شوا کا کیا مقصد ہے! گرداوری سے کیا مراد ہے۔ حق اسامی یا حق ملکیت کسے کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں پڑے پرچہ رسید بہی کو دیکھ کر یہ نہیں بتا سکتا کہ اس کے قبضہ میں کتنی زمین ہے۔ اور اس پر کتنا مالیہ لگا ہوا ہے۔ اور درختوں پر کتنی جمع لگائی گئی ہے۔ اس کے مقبوضہ رقبہ میں سے کس قدر رقبہ آباد ہے۔ اور کس قدر غیر آباد۔ کتنا رقبہ آبی ہے۔ اور کتنا خشکی! حالاں کہ ماہرانِ تعلیم اور اکثر صایبُ الرائے اصحاب کا دعویٰ ہے۔ کہ عہدہ پٹواری کے لئے صرف پانچویں جماعت کا سند یافتہ ہونا کافی ہے۔

درحقیقت اس کمزوری اور کوتاہی کی خاص وجہ یہ ہے کہ پرائمری کے نصاب تعلیم میں دیہاتی ضروریات کی تعلیم کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ وہ باشانہ طرز معاشرت۔ طرز تمدن اور اِن کے ماحول کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگر ان کو وہی تعلیم دی جاتی تو یہ ممکن تھا۔ کہ ایک پرائمری پاس لڑکا کچھ دن مساحت کا عملی کام سیکھ کر پٹواری کے فرائض انجام دے سکتا۔

میرا خیال ہی نہیں۔ بلکہ تجربہ ہے کہ اکثر زمیندار فرائضِ پٹواری اور کاغذاتِ پٹواری سے ناواقفیت کیوجہ سے بارہا غلط

غلط فہمیوں کے شکار ہو کر بڑے بڑے تنازعات برپا کر دیتے ہیں. جن کے سلجھانے میں اکثر عالی دماغ حکام کا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے. اور خود غرض، حریص، چالاک لوگ زمیندار کی جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہیں. موجودہ وقت کے لکھے پڑھے زمیندار بھی بوجہ عدم علمیت قوانین پٹوار جاہل زمینداروں کی کوئی رہنمائی نہیں کر سکتے۔

علاوہ اس کے جب کشمیر میں بیع و رہن کی اجازت ہوئی تو اکثر لوگوں نے دیہات میں زمینیں خرید لیں. مگر بوجہ لاعلمی قوانین پٹوار ان کو بڑے بڑے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور آئندہ ان کو اس سے بھی زیادہ تکالیف پیش آنے کا احتمال ہے. حالاں کہ شہری مشنریوں کا بیشتر حصہ تعلیم یافتہ ہے۔

اسی طرح محکمۂ مال کے نئے بھرتی شدہ ملازموں کو بروقت امتحان پٹوار کے متعلق کوئی ایسی جامع اور مختصر کتاب نہیں ملتی جس سے وہ واقفیت حاصل کر کے کامیاب ہو جائیں۔

ان ضروریات کو محسوس کر کے یہ کتاب عام لوگوں کی واقفیت کے لئے عموماً اور دیہاتی مدارس پرائمری کی چوتھی اور پانچویں جماعت کے طلبا کیلئے خصوصاً لکھی گئی ہے. جس کا نام پٹواری رکھا گیا ہے. کتاب پٹواری میں فن پٹوار کے جملہ اصول و ہدایات. رقبہ جات کی مکمل تشریح. مال گذاری کے مختصر قوانین. کاغذاتِ پٹوار کا مفصل تذکرہ آسان اور عام فہم طریقوں سے کیا گیا ہے. مجھے یقین ہے کہ ایک معمولی

علمیت کا آدمی اس کتاب کو بغور پڑھنے اور ذہن نشین کرنے کے بعد پٹوار کے کام سے پوری واقفیت حاصل کریگا۔ اُمید ہے کہ کشمیر کے باشندے عموماً اور زمیندار لڑکے خصوصاً میری اس محنت کی داد دیں گے۔

فقط

۸ ؍ چیت سنہ ۱۹۹۱ بکرمی
ٹنکی کدل۔ سرینگر
کشمیر

:- راقم :-
پیرزادہ غلام احمد مہجور۔ پٹواری۔

حصّہ دویم

تعریف

کیا آپ جانتے ہیں کہ پٹواری کس کو کہتے ہیں؟ پٹواری ایک سرکاری ملازم ہوتا ہے جو زمین کی پیمائش (مساحت) کا علم جانتا ہے۔ گاؤں۔ قصبہ۔ بستی یا شہر کے آباد کھیتوں اور غیر آباد میدانوں کا ایک نقشہ پٹواری کے پاس موجود رہتا ہے۔ جس پر ہر ایک کھیت اور قطعۂ زمین کو ناپ کر خطوں کے ذریعہ جدا جدا ظاہر کیا جاتا ہے۔ آپ نے نقشہ ہندوستان یا پنجاب دیکھا ہوگا۔ گاؤں کا نقشہ بھی اسی طرح کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ ملکی نقشے پر بڑے بڑے صوبے، علاقے، ضلع، شہر، پہاڑ اور دریا خطوں کے ذریعہ دکھا کر درمیان میں نام درج کئے جاتے ہیں۔ گاؤں کے نقشہ میں ایک ایک کھیت، کوہل، راستہ، پہاڑ، ندی، خطوں کے ذریعہ دکھلا کر بجائے نام کے درمیان میں صرف نمبر (۱، ۲، ۳، ۴ وغیرہ) دئے جاتے ہیں۔ اور ان نمبروں کے مطابق دوسرے کاغذ پر اُن مقامات کی کیفیت درج ہوتی ہے۔ زمیندار اور سرکار کے درمیان مال گذاری کا جو سلسلہ قائم ہے۔ اسکے متعلق تمام کاغذات پٹواری کے پاس موجود رہتے ہیں۔

جریب

زمین کی پیمائش ایک لوہے کی زنجیر سے کی جاتی ہے جسکو جریب کہتے ہیں۔ جریب کی لمبائی ۵۵ فٹ ہوتی ہے جو ۵½ فٹ کے دس مساوی حصوں میں تقسیم کی ہوئی ہوتی ہے۔ ایک حصہ کو کرم کہتے ہیں۔ ہر ایک کرم لوہے کی پانچ سلاخیں کڑیوں کے ذریعہ ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہیں۔ ایک ایک کرم پر لوہے کا ایک ایک تیر الٹکا ہوتا ہے جو کرموں کا شمار ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر کرم کو گز بھی کہتے ہیں۔ اس حساب سے ایک جریب دس گز (۱۰ کرم) لمبی ہوتی ہے۔ ہر ایک پٹواری کے پاس یہ جریب موجود رہتی ہے۔

پیمانہ

جریب سے زمین کی لمبائی اور چوڑائی ناپ کر جس آلہ سے کاغذ پر نقشہ بنایا جاتا ہے اسکو پیمانہ کہتے ہیں۔ پیمانہ پیتل کا ایک مستطیل پتر ۸ یا ۱۰ انچ لمبا اور ایک انچ چوڑا ہوتا ہے۔ ایک انچ میں چالیس مساوی نشانات باریک خطوں کے دئے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایک خط کا نشان زمین کے نقشے پر ایک کرم اور اسی طرح ایک انچ میں چالیس کرم شمار ہوتے ہیں۔ پیمانہ بھی ہر ایک پٹواری کے پاس موجود رہتا ہے۔

پیمانہ زمین

جریب کے ایک کرم یا ۵½ فٹ مربع میں جو زمین آتی ہے اسے سرسا ہی کہتے ہیں۔ اسی طرح ۹ کرم مربع یا ۲۷۲ فٹ مربع ایک مرلہ شمار آتا ہے۔

۹ سرساہی کا ایک مرلہ۔ ۲۰ مرلے کا ایک کنال ۸ کنال کا ایک ایک ایکڑ شمار ہوتا ہے۔ کشمیر میں ایکڑوں کا رواج نہیں ہے۔ یہاں کے زمیندار اپنی جگہ زمین کی مقدار کا حساب تخم پر کرتے ہیں یعنی جتنی زمین میں تین سیر وزنی تخم کاشت ہوسکے اتنی زمین کو ایک کنال کہتے ہیں۔ اسی طرح وہ کنال کو ایک ترک اور ۲۴ کنال کو ایک خروار زمین سمجھتے ہیں۔

ٹکڑہ یا قطعہ یا جزو زمین پیمود شدہ کو رقبہ کہتے ہیں۔ اسکی جمع رقبہ جات ہے کاغذات پٹوار میں کنالوں کا اندراج اسطرح کیا جاتا ہے۔ ملک ۱۔ ۲/۳۔ سے ۳۔ للعہ ۴ ۵۔ لے ۶۔ بحہ ۷۔ شلے ۸۔ لعہ ۹۔ عہ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ عہ ۲۰ مرلے ہندسوں میں لکھے جاتے ہیں۔ سرساہی شمار میں نہیں آتی۔ ۵ سرساہی سے اوپر ایک مرلہ تصور ہوتا ہے ۴ سرساہی سے کم رقبہ چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اب خرید و فروخت سے زمین کی قدر بڑھ گئی ہے اس لئے ایک سرساہی کا رقبہ چھوڑا نہیں جاتا۔

نقشہ زمین۔ یا شجرہ کشتوار

گاؤں کی زمین کی پیمائش شمال مغرب سے شروع کیجاتی ہے۔ جریب سے زمین ناپ کر کاغذ پر حقیقت وار کھیتوں کے نقشے پیمانہ سے بحساب ۲ کرم فی انچ بنائے جاتے ہیں۔ کھیتوں کے حدود باریک خط سے مساوی موقعہ کے مطابق دکھائے جاتے ہیں۔ یہ نقشہ پہلے ایک دوپارچہ

چپیاں،، مربع کاغذ پر بنایا جاتا ہے جسکو ساوی کہتے ہیں۔ اور نقشہ کو شجرۂ کشت وار کہا جاتا ہے۔ شجرہ کشت وار میں تمام کھیتوں۔ میدانوں۔ سڑکوں۔ دریاؤں۔ نالوں اور کوہلوں کے حدود اور خاکے خطوں کے ذریعہ دکھائے جاتے ہیں۔ ہر ایک حد یا خط کی لمبائی ساتھ ہی باریک ہندسوں میں لکھی جاتی ہے

نمبر خسرہ | کھیت یا قطعہ زمین کے درمیان میں نقشہ پر صرف نمبر ہوتا ہے جسکو نمبر خسرہ کہتے ہیں۔ ایک شخص کی حقیقت کا ایک ٹکڑہ یا قطعۂ زمین (جس پر خسرہ دیا گیا ہو) سرکاری اصطلاح اور عرف عام میں نمبر کہلاتا ہے۔

عکس | پیمائش کے وقت جو شجرہ کِشتوار "ساوی" پر تیار کیا جاتا ہے اس کی بعد میں تین کاپیاں کی جاتی ہیں۔ دو کاپیاں ٹریسنگ کلاتھ پر اور ایک کاپی اعلیٰ قسم کے ولایتی پی لٹھ پر۔ ان کاپیوں کو عکس کہتے ہیں۔

اصل نقشہ مع ایک کاپی عکس ٹریسنگ کلاتھ کے محافظ خانہ بندوبست میں محفوظ رکھا جاتا ہے۔ عکس ٹریسنگ کلاتھ کی دوسری کاپی اور عکس لٹھ پٹواری کے پاس رہتے ہیں۔ عکس لٹھ ہر وقت پٹواری کے زیر کار رہتا ہے اس لئے کہ کثرت استعمال سے لٹھ کے خراب ہو جانے یا نقشہ کے خطوط کے مٹ جانیکا خطرہ نہیں ہوتا۔ عکس ٹریسنگ کلاتھ سررشتہ پٹوار میں محفوظ رہتا ہے۔ اگر کسی وقت عکس لٹھ پر کسی موقعہ کی نسبت اختلاف پڑ جائے یا شک پیدا ہو جائے۔ یا عکس لٹھ کو کوئی اتفاقاً نقصان پہنچے۔ یا گم ہو جائے تو پٹواری عکس ٹریسنگ کلاتھ سے کام لیتا ہے۔ محافظ خانہ میں اصل نقشہ کے علاوہ عکس کی ایک کاپی اس لئے احتیاطاً موجود رکھی جاتی ہے کہ اگر پٹواری کے ریکارڈ کو اچانک کوئی ایسا صدمہ پہنچے۔ جس سے دونوں عکس ضایع ہو جائیں۔ تو محافظ خانہ میں موجود عکس سے

مدد لی جا سکے گی۔ یاد رہے کہ پٹواری یا کوئی اور شخص عکس ہائے موجودہ سرشتہ پٹوار کوئی خط ایک نقطے کے برابر پس و پیش نہیں کر سکتا۔ اول تو عکس لٹھ پر ایسا ہونا ہی ناممکن ہے۔ کیوں کہ کپڑے کا خط مٹ نہیں سکتا۔ اور نہ تبدیل ہو سکتا ہے۔ اگر مشکوک کر دیا جائے تو محافظ خانہ تک ہاتھ پہنچانا ناممکن ہے۔ وہاں کے نقشہ جات بیرونی دستبرد سے ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں۔

کھیوٹ

ایک گاؤں میں ایک شخص کی واحد۔ یا چند اشخاص کی مشترکہ حقیقت اراضی و درختاں جس قدر جمعبندی پر درج ہو گی۔ اس سالم حقیقت کو کھیوٹ کہتے ہیں۔ اسی طرح حقیقت دار یا حقیقت داراں کو کھیوٹ دار یا کھیوٹ داراں کہتے ہیں۔ حقیقت داراں کے سلسلہ نمبر جمعبندی کو نمبر کھیوٹ کہتے ہیں۔

کھاتہ

ایک کھیوٹ کے رقبہ کو اگر مشترکہ ہونیکی صورت میں حصہ داراں سے جدا جدا کاشت کرتے ہوں اور واحد یا مشترکہ کھیوٹ کو ایک یا ایک سے زیادہ کاشتکار کاشت کرتے ہوں تو ایسے حصوں کو کھاتہ کہتے ہیں۔ اس طرح بعض کھیوٹوں کے تحت کئی کھاتے ہوتے ہیں۔

مالیہ سرکار

زمینداروں کو جو رقم بجانب سرکار سالانہ ادا کرنی پڑتی ہے اس کو مالیہ سرکار۔ یا معاملہ زمین یا جمع کہتے ہیں۔ مالیہ بندوبست کے خاتمہ پر

کافی غور و خوض۔ مکمل تحقیقات اور چھان بین کے بعد "مہتمم بندوبست صاحب"، قسم وار رقبہ اور درختوں پر قائم کرتا ہے۔ مقرر کردہ مالیہ زمیندار کو ہر سال ایک یا دو قسطوں میں دینا پڑتا ہے۔ زمیندار مالیہ والی زمین کو آباد رکھے یا غیر آباد یا رقبہ کی حیثیت بڑھا کر اس میں سے پہلے سے زیادہ قیمتی پیداوار حاصل کرے۔ مالیہ میں کوئی کمی یا بیشی دوسرے بندوبست سے پہلے نہیں ہو گی۔ اگر کسی خاص وجہ سے کسی رقبہ کے مالیہ میں کمی یا بیشی کرنے کی ضرورت ہو۔ یا کسی رقبہ پر از سرِ نو جمع قائم کرنی ہو۔ تو اس کی منظوری "جناب منسٹر مال صاحب بہادر" دیں گے۔ سوائے اُن کی منظوری کے کسی رقبہ کے مالیہ میں ایک بندوبست سے دوسرے بندوبست تک ایک پائی کی کمی یا بیشی نہیں ہو سکتی۔

عین مال رقبہ اور درختوں یا گھراوٹوں پر قائم شدہ عین مال کہلاتا ہے [۱]

سِوا ایک اور رقم عین مال کے ساتھ بطور سایئر خرچ کے وصول کی جاتی ہے۔ اسکو سِوا کہتے ہیں۔ یہ رقم بحساب ساڑھے بارہ روپے فیصدی یا فی روپیہ دو آنہ عین مال پر ایزاد ہوئی ہے۔ جس کی تشریح حسبِ ذیل ہے۔

خرچہ نمبردار = پانچ روپے   سڑک = دو روپے آٹھ آنے
〃 پٹوار = چار روپے چار آنے   مدرسہ = ۱۲

کل بارہ روپے آٹھ آنے

رقم نمبردار کو "پنج وترہ" بھی کہتے ہیں۔ پنج وترہ گاؤں کے نمبردار فراہمی مالیہ و دیگر خدمات کے عوض بطور تنخواہ کے ملتا ہے جو کہ نمبردار خود ہی اپنے

---

[۱] (نوٹ) کچھ عرصے ۳ پائے فی روپیہ عین مال پر بطور پنشن فنڈ وصول کیا جاتا ہے۔

پاس رکھ لیتا ہے۔ سوا کی باقی رقمیں عین مال کے ساتھ خزانہ سرکار میں داخل کی جاتی ہیں۔ مالیہ سرکار ہر سال دو قسطوں میں ذیل کے طریقہ سے وصول کیا جاتا ہے۔

قسط خریف | ۱۵ ماگھ سے ۱۵ پھاگن تک (ایک ماہ کے عرصہ میں) دو حصہ یعنی کل مالیہ کا $\frac{2}{3}$

قسط ربیع | ۱۵ ساون سے ۱۵ بھادروں بکرمی تک (ایک ماہ کے عرصہ میں) ایک حصہ یعنی کل مالیہ کا $\frac{1}{3}$

اقسام اراضی

ایک گاؤں کی حدبست کے اندر جس قدر رقبہ پیمود ہوگا۔ وہ دو قسم کا ہوا کرتا ہے۔ اوّل آباد۔ یعنی وہ رقبہ جس میں کوئی فصل کاشت کی جاتی ہو۔ ایسے رقبہ کو "مزروعہ" کہتے ہیں۔ دویم غیر آباد۔ جو زیر کاشت نہ آتا ہو یا ناقابل کاشت ہو مثلاً بنجر۔ کوہل۔ دریا۔ سڑک۔ میدان وغیرہ ایسے رقبہ جات کو "غیر مزروعہ" کہتے ہیں۔

اقسام مزروعہ

مزروعہ رقبہ بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ آبی اور خشکی۔ جو رقبہ کسی دریا یا کوہل کے پانی سے سیراب ہوتا ہو۔ اسکو "آبپاش" یا "آبی" کہتے ہیں۔ جو رقبہ کسی دریا یا کوہل کے پانی سے سیراب نہ ہوتا ہو۔ صرف بارش سے ہی اس میں فصل پیدا ہوتی ہو اسکو "غیر آبپاش" یا "خشکی" کہتے ہیں۔ کشمیر میں عام طور پر مزروعہ رقبہ کی قسمیں درجہ وار حسب ذیل ہیں۔ مالیہ بھی اسی ترتیب سے ان اقسام پر لگایا جاتا ہے یعنی سب سے پہلی (اعلےٰ) قسم پر زیادہ اور سب سے آخری (ادنےٰ) قسم پر سب سے کم مالیہ قائم ہوتا ہے۔

ملیاری | وہ آبپاش رقبہ جس میں اعلیٰ سے اعلیٰ یعنی قیمتی اجناس کاشت ہوتی ہوں۔ مثلاً ترکاریاں۔ تمباکو۔ پیاز۔ لال مرچ۔ آلو۔ مولی۔ گاجر۔ تھوم۔ خربوزہ تربوزہ۔ کھیرے وغیرہ رقبہ "ملیاری" کہلاتا ہے۔ ملیاری کا رقبہ سال میں کئی دفعہ زیر کاشت آتا ہے۔

آبی اوّل | وہ ہموار اور آبپاش رقبہ جسمیں ہمیشہ شالی کاشت ہوتی ہو آبی اول کہلاتا ہے

آبی دویم | وہ ہموار اور آبپاش رقبہ جسمیں شالی پیدا ہو سکتی ہو۔ مگر کسی وجہ سے اس میں کسی کسی سال خشکی اجناس (گیہوں مکی وغیرہ) کاشت کئے جاتے ہوں آبی دویم کہلاتا ہے۔ اگر آبی دویم میں چار سال متواتر شالی کاشت ہوگی تو اس کی قسم بھی آبی اوّل ہی لکھی جائیگی۔

آبی واری | وہ ہموار اور آبپاش رقبہ جو گاؤں کی آبادی کے نزدیک ہو اور اس میں کھاد آسانی کے ساتھ بکثرت ہو۔ اور اس میں عام فصلیں عموماً اور ترکاریاں خصوصاً کاشت کیجاتی ہوں۔ آبی واری کہلاتا ہے۔

آبی سویم | آبی واری۔ اور آبی سویم میں صرف اتنا فرق ہے۔ کہ آبی سویم میں زیادہ کھاد نہیں پڑتی۔ اور وہ اکثر آبادی دیہہ سے دور ہوتا ہے۔

آبی سیویم لبرد | آبی سیویم اور آبی سیویم لبرد میں یہ فرق ہے کہ آبی سیویم کے رقبہ میں بوجہ ہموار ہونیکے پانی ٹھہر سکتا ہے۔ آبی سیوئم لبرد میں بوجہ ڈھلوان ہونیکے پانی نہیں ٹھہر سکتا۔

باغ آبی | وہ رقبہ جس میں میوہ دار درخت موجود ہوں۔ اور ان درختوں کو پانی دیا جا سکتا ہو۔ باغ آبی کہلاتا ہے۔

واری | واری اور آبی واری میں صرف اسقدر فرق ہے۔ واری کو ہل یا در کے پانی سے سیراب نہیں ہوتی صرف بارش پر اسکے فصل کا دارومدار ہوتا ہے۔

میدانی | وہ ہموار رقبہ جو کوہل یا دریا کے پانی سے سیراب نہ ہوتا ہو۔ صرف بارش سے اِس میں خشکی کے اجناس پیدا ہوتے ہوں۔ میدانی کہلاتا ہے۔

لبرو | لبرو اور میدانی میں یہ فرق ہے کہ میدانی رقبہ میں بوجہ ہموار ہونیکے بارش کا پانی ٹھہر سکتا ہے جس سے فصل اچھی ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے "لبرو" کا رقبہ ڈھلوان ہوتا ہے۔ اس میں بارش کا پانی نہیں ٹھہرتا۔

باغ خشکی | وہ رقبہ جس میں میوہ دار درخت موجود ہوں لیکن دریا یا کوہل کے پانی سے سیراب نہ ہوتا ہو۔ باغ خشکی کہلاتا ہے۔

اقسام غیر مزروعہ

غیر مزروعہ رقبہ کی عام طور پر حسب ذیل قسمیں ہیں۔

زیر سایہ | اگر کسی مزروعہ رقبہ میں ایک یا ایک سے زیادہ درخت موجود ہوں تو ان درختوں کے سایہ کے نیچے جسقدر رقبہ آتا ہے اس میں فصل پیدا نہیں ہو سکتی۔ اگر اس میں کوئی جنس کاشت بھی کیجائے تو وہ خام یا ناقص رہ کر اکثر ضائع ہو جاتی ہے۔ اسلئے محکمۂ بندوبست نے پیمائش کے وقت درختوں کے سایہ کے نیچے آئے ہوئے رقبہ کو بطور مجرائی "جمع" سے خارج رکھ کر اسکی قسم "زیر سایہ" لکھی ہے۔ واضح رہے کہ ایسی مجرائی صرف سرکاری درختوں کیلئے دیجاتی ہے جن کے کاٹنے کا اختیار زمیندار کو حاصل نہیں ہے مثلاً چنار۔ توت۔ باقی میوہ دار یا بے ثمر درخت جنکو زمیندار اپنی مرضی سے کاٹ سکتا ہے۔ کیلئے کوئی مجرائی نہیں مل سکتی۔ کیونکہ اگر ایسے درختوں کا سایہ فصل کو نقصان پہنچاتا ہے۔ تو زمیندار درخت کاٹ کر اس دقّت کو دور کر سکتا ہے۔

بنجر جدید | اگر کوئی مزروعہ رقبہ دو سال تک مسلسل غیر آباد پڑا رہے۔ اور اس میں ہل نہ چلایا جائے خسرہ گرداوری میں چار متواتر فصلوں پر خالی لکھے جانیکے بعد

اسکی قسم "بنجر جدید" لکھی جاتی ہے۔

بنجر قدیم | جو غیر آباد رقبہ قابل آباد ہو۔ اور اس میں خودرو گھاس موجود ہو۔ اسکی قسم "بنجر قدیم" لکھی جاتی ہے۔ علاوہ اسکے جو مزروعہ رقبہ غیر آباد رہنے سے بنجر جدید ہوا ہو گا۔ دو سال بدستور بنجر جدید رہنے یعنی چار سال مسلسل فصلوں پر خسرہ گرداوری میں بنجر جدید لکھے جانیکے بعد اسکی قسم بھی بنجر قدیم لکھی جائیگی۔

بنجر قدیم، بیدزار، سفیدزار، کاہ کرشم | بنجر قدیم کے جس قطعہ میں بید کے درخت یا سفیدے کے درخت بکثرت موجود ہوں۔ یا کرشم کا گھاس ہو اسکی قسم بنجر قدیم بیدزار یا بنجر قدیم سفیدزار یا بنجر قدیم کاہ کرشم لکھی جاتی ہے۔

غیر ممکن | ہر اس غیر مزروعہ رقبہ کو غیر ممکن لکھتے ہیں جس میں فصل کاشت کرنا مشکل یا ناممکن ہو۔ یا سرکاری رفاہِ عامہ کے اغراض کیلئے اسکا آباد کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہو یا جس رقبہ کا غیر آباد رہنا اور رکھا جانا ضرورتاً لازمی ہو۔ مثلاً کوہل سڑک قبرستان شمشان ستھو فرودگاہ جنگل بنہ (حد) بھٹو آبادی کوٹھہ لڑی وغیرہ نمبر ۱ سے نمبر ۹ تک جو اقسام ہیں ان کا قابل کاشت بنانا یا زیر کاشت لانا بغرض مفاد عامہ قانوناً ممنوع ہے۔ اور ضرورتاً بھی جائز نہیں۔ ۶ و ۷ بوجہ اغراض سرکاری ناقابل آبادی قرار دئے گئے ہیں نمبر ۸ سے نمبر ۱۱ تک کے رقبہ جات کی نوعیت ہی اِس قابل نہیں کہ انکو آباد کیا جائے۔

غیر مزروعہ کے خفیف رقبہ جات از قسم بنجر۔ کوہل۔ راستہ۔ قبرستان۔ بنہ جات بھٹو۔ رقبہ آمدہ زیر مکانات۔ جو مزروعہ رقبہ جات کے ساتھ پیوند ہوئے ہوں۔ انکی ملکیت کے حقوق بھی بمنزلہ رقبہ جات مزروعہ زمینداروں کو مشترکہ طور پر عطا ہوئے ہیں۔ مگر ان غیر مزروعہ خفیف رقبہ جات پر جمع قائم ہونے کے وقت مالیہ نہیں لگایا گیا ہے۔

شاملات

گاؤں کے غیر مزروعہ رقبہ جات یعنی بڑے بڑے بنجر میدان. دریا. کوہل. سڑک. قبرستان شمشان وغیرہ آج سے کچھ عرصہ پیشتر سرکار کی ملکیت تصور ہوا کرتے تھے۔ ایسے رقبہ جات کیلئے جمعبندی کے خانۂ ملکیت میں صرف لفظ خالصہ لکھا ہوا ہوتا تھا ہز ہائینس شری مہاراجہ سر ہری سنگھ جی بہادر والئے جموں وکشمیر نے سال ۱۹۸۳ بکرمی میں بتقریب رسم راج تلک اپنی پیاری رعایا کو منجملہ دیگر مراعات کے یہ رعایت بھی دی. کہ گاؤں کا غیر مزروعہ رقبہ تا حد تعداد رقبہ مزروعہ جملہ کھیوٹداراں دیہہ کو حسب رسد رقبہ مزروعہ بطور شاملات عطا فرمایا. یعنی اگر کسی گاؤں کا مزروعہ رقبہ ایک ہزار کنال مملوکہ کھیوٹداران اور غیر مزروعہ پندرہ ۱۵۰۰ سو کنال تحت خالصہ موجود تھا. تو غیر مزروعہ رقبہ میں سے ایک ہزار کنال شاملات میں دیکر باقی پانچسو ۵۰۰ کنال رقبہ تحت رکھا گیا. جس گاؤں میں رقبہ غیر مزروعہ تحت خالصہ، رقبہ مزروعہ سے کم تھا. وہاں سالم رقبہ شاملات میں دیا گیا۔ سوائے اُن رقبہ جات کے جن کا تحت خالصہ رکھا جانا سرکاری اغراض کیلئے ضروری تھا شاملات پر کھیوٹداران دیہہ کو اپنے مملوکہ رقبہ کے برابر تمام حقوق حاصل ہیں. فرق صرف اسقدر ہے کہ رقبہ مزروعہ پر وہ جُدا جُدا قابض ہیں. لیکن رقبہ شاملات پر ان کا مشترکہ قبضہ ہے. گویا شاملات زمینداروں کی مشترکہ حقیقت ہے۔ اگر کھیوٹداراں دیہہ رقبۂ شاملات کو آپس میں تقسیم کر دیں گے تو حسب رسد رقبہ مزروعہ اُن کو شاملات سے حصہ ملیگا مثلاً ایک گاؤں میں آٹھ سو ۸۰۰ کنال رقبہ مزروعہ اور ایک سو کنال غیر مزروعہ مملوکہ زمینداراں دیہہ اور چار سو ۴۰۰ کنال رقبہ شاملات ہے۔ ایک زمیندار کی ملکیت پچاس کنال مزروعہ اور تین کنال غیر مزروعہ کل ترپن ۵۳ کنال رقبہ ہے شاملات سے اسکو حسب رسد رقبہ مزروعہ پچیس ۲۵ کنال ملیں گے۔

شاملات میں بنجر کے بڑے بڑے ٹکڑے وہ چھوٹی چھوٹی نہریں (کوہل ہائے) جن سے گاؤں کے رقبہ جات کی آبپاشی ہوتی ہے. گاؤں کے چھوٹے چھوٹے راستے رقبہ جات قبرستان وشمشان ۔ رقبہ جات محفوظ کا ہچرائی دئیے گئے ہیں۔ رقبہ شاملات کے دو حصے تجویز ہوئے ہیں۔ حصہ اوّل میں بنجر کے وہ رقبہ جات رکھے گئے ہیں جنکو زمینداران دیہہ اپنی مرضی سے آباد کر کے قابل کاشت بنانیکے ہر وقت مجاز ہیں۔ ایسے رقبہ جات پر جب پرتہ دیہہ جمع قائم ہو گی۔ اور وہ "نوتور جائز" تصور ہو گا۔ حصہ دوئم میں کوہل۔ راستہ جات۔ قبرستان وشمشان اور رقبہ جات کا ہچرائی ہیں۔ مفاد عامہ کے خاطر ان رقبہ جات سے نوتور کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ایسا نوتور "نوتورنا جائز" تصور ہو گا۔

محفوظ کا ہچرای

ہر ایک گاؤں میں بنجر اور غیر ممکن رقبہ جات میں سے کچھ رقبہ (گاؤں کے کل مزروعہ رقبہ کے بیس فیصدی تناسب سے) گاؤں کے مویشیوں کے چرنے کیلئے تحت شاملات مخصوص رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک گاؤں کا کل رقبہ مزروعہ دو ہزار کنال اور تحت شاملات آٹھ سو کنال غیر مزروعہ ہے۔ اس میں سے چار سو کنال رقبہ قابل چرائی چن کر گاؤں کے مویشیوں کے چرنے کیلئے محفوظ رکھا گیا ہے۔ جس گاؤں میں کل مزروعہ رقبہ کے مقابلہ میں غیر مزروعہ رقبہ شاملات بیس فیصدی کے تناسب سے کم ہے۔ وہاں کل رقبۂ شاملات محفوظ کا ہچرای تصور ہو گا۔ رقبہ کاہچرای سے کسی شخص کو نوتور کرنے کا حق حاصل نہیں۔ اور نہ ہی کسی دوسری ضرورت کے لئے اس میں سے کسی کو رقبہ مل سکتا ہے۔

نوتور

جب بنجر رقبہ کھود کر قابل کاشت بنایا جائے اور اس میں کسی زرعی تخم کے نشو ونما پانے کی صلاحیت اور طاقت پیدا ہو جائے تو محکمہ مال کی اصطلاح میں ایسے فعل یا عمل کو نوتور کہتے ہیں۔ شاملات کے تحت جو رقبہ نوتور کیلئے رکھا گیا ہے اس کا نوتور "نوتور جائز" اور ممنوعہ رقبہ جات (قبرستان کوہل۔ راستہ جات۔ کاہچرائی) کا نوتور "نوتور جائز" کہلاتا ہے۔ خالصہ یعنی سرکاری رقبہ جات سے نوتور کرنا ممنوع ہے البتہ تحت قواعد عطائیگی اور خیات بنجر ۰۰ھ کنال رقبہ تک کیلئے کوئی پشتنی باشندہ ریاست درخواست دے سکتا ہے۔

خالصہ

خالصہ کے تحت نالہ جات۔ دریا۔ سڑکیں۔ فرودگاہیں۔ باغات سرکاری رقبہ جات مقبوضہ محکمہ جات۔ جنگل کے وہ ٹکڑے جو گاؤں کے حدود میں ہیود ہوئے ہیں۔ اور ان میں جنگلی درخت کثرت سے موجود ہیں۔ رکھے گئے ہیں۔ بڑے بڑے نالے اور دریا زیر نگرانی سرکار ہیں اُن پر جو پل بنائے جاتے ہیں وہ سرکاری لاگت سے بنتے ہیں۔ علاوہ اس کے اگر سیلاب یا کسی اور حادثہ سے ان نالہ جات کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس کی تلافی بھی سرکاری لاگت سے کرائی جاتی ہے۔ جنگلات سے عمارتی لکڑی اور بالن کی ڈھلائی مقررہ فیس ادا کر کے اِن ہی نالہ جات کے ذریعہ ہوتی ہے۔ جرنیلی سڑکوں کی درستی و مرمت کی ذمہ داری بھی سرکار پر ہے۔ اس لئے یہ تمام رقبہ جات خالصہ قرار دئے گئے ہیں۔ ان میں سے جو رقبہ جات کسی خاص محکمہ کی زیر نگرانی ہیں۔ اُن کے لئے

جمعبندی کے خانہ کاشت میں اس محکمہ کا نام آتا ہے۔ مثلاً سڑک جرنیلی اگر زیر نگرانی محکمۂ پبلک ورکس ہو۔ اور وہی محکمہ اس کی نگرانی اور مرمّت کرتا ہو تو خانہ کاشت میں مقبوضۂ سرکار لکھا ہوا ہوتا ہے۔ رقبہ جات خالصہ سے بلا حصول اجازت ضابطہ توڑ توڑ کرنا جرم ہے۔

آبادی دیہہ

گاؤں میں جس جگہ پر باشندگان دیہہ کے مکانات رہائشی تعمیر ہوئے ہوں اور جس قدر رقبہ ان مکانات کے نیچے آیا ہو۔ اس سالم رقبہ کو آبادی دیہہ کہتے ہیں۔ کاغذات میں اس کا کھیوٹ جدا ہوتا ہے۔ آبادی دیہہ کے رقبہ پر تمام باشندگان دیہہ سرکاری اجازت کے بغیر مکان تعمیر کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ غیر کھیوٹ دار باشندہ دیہہ بھی بشرط رضامندی ساکنان دیہہ رقبہ آبادی دیہہ میں مکان بنا سکتا ہے۔ رقبہ آبادی دیہہ کا اندراج کاغذات پٹوار میں قبضہ وار نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک آبادی دیہہ کا رقبہ پچاس کنال ہے اور اس پر ۳۸ مکان مع کوٹھار تعمیر ہوئے ہیں۔ کاغذات میں پچاس کنال رقبہ کا ایک ہی نمبر بنام آبادی دیہہ درج ہوگا۔ ۳۸ مکانداروں کے نام جداگانہ قبضہ وار اندراج نہ ہوگا۔

حق اسامی و حق ملکیت

سنہ ۱۹۹۱ بکرمی سے پیشتر کشمیر کے زمینداروں کو اپنے رقبہ جات پر بجائے حق ملکیت کے حق اسامی حاصل تھا اس لئے یہاں کا زمیندار بجائے مالک زمین کے اسامی دار کہلاتا تھا۔ سنہ ۱۹۹۱ کے وسط میں یہاں کے زمینداروں کو کوئی نذرانہ ادا کئے بغیر حقوق ملکیت عطا ہوئے جبکی

رو سے اب ہر ایک زمیندار کو اپنی جملو کہ حقیقت کے چوتھائی حصہ تک بیع و رہن کی عام اجازت دی گئی ہے۔ اس امر کیلئے کہ آئندہ صوبہ کشمیر میں کن لوگوں کو رقبہ جات خرید کرنے کی اجازت ہو گی۔ افسران مال کی ایک کمیٹی نے غور و خوض کے بعد جماعت ہائے زراعت پیشہ و غیر زراعت پیشہ کا تعین کیا ہے۔ ان کا نوٹیفیکیشن سرکاری گزٹ مورخہ ۲۹ ہاڑ ۱۹۹۱ء میں ہو چکا ہے۔ مندرجہ ذیل جماعتیں غیر زراعت پیشہ قرار دی گئی ہیں۔ یعنی ان اشخاص کو زرعی زمین خریدنے کی اجازت نہیں ہے۔ اِن کے سوا باقی تمام جماعتوں کو زراعت پیشہ قرار دیکر زرعی زمین میں خریدنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے بشرطیکہ وہ پشتی رعایائے ریاست درجہ اوّل ہوں۔

وادیٔ کشمیر کے غیر زراعت پیشہ کشمیری و دیگر مسلمان

اگ۔ علاقہ بند۔ عطار۔ بسرو۔ بقال۔ بزاز۔ بچو۔ بجھ۔ بلدیو۔ بفایا۔ بید۔ چک۔ چنک۔ چھپر۔ چکن۔ چینی بقال۔ چاڑہ۔ چلاک۔ دلال۔ درابی۔ دباگ۔ دیاک۔ ڈیو۔ دارو۔ دارل کوٹھیدار۔ گذبان۔ ہرگاہ۔ حافظ۔ (بیرونی غیر کشمیری) کمو۔ کانٹر۔ کانٹرو۔ کجرو۔ کاؤسہ۔ کاک۔ کتال۔ خوجہ (غیر کشمیری) خان (غیر کشمیری) کناہ۔ کوچھک۔ کچو۔ کاتھر۔ کلا۔ (کوٹھیدار) مام۔ ماریکو۔ موں۔ ماشکی۔ موخی خل۔ نہارازہ۔ نالوائی۔ پائی گرو۔ پرزگر۔ قصاب سوداگر۔ سراج۔ سیدمکار۔ شوپو۔ شداد۔ شوکلو۔ شالباف۔ تفنگ ساز۔ تاج۔ تار فروش۔ ٹاک۔ ٹھگ۔ تبردار۔ وڈھو۔ زینہ پوری۔ پختونی گاندربل (فرقہ جرائم پیشہ)

غیر زراعتی سود بیاج کنندہ ہانجیاں

انتو۔ بگو۔ بلدو۔ بلرد۔ بہرو۔ بیپری۔ ٹھگ۔ باہشرہ ہانجی۔ لبسو۔ بٹور۔ بجلو۔ چھاؤ ہلو۔ چاٹھ۔ چونتو۔ داربو۔ دوشابہ۔ ڈگ۔ ڈیگو۔ ڈلو۔ ڈگ ہانجی۔ دگ سیرو۔ ڈار ہانجی۔ ففو۔ فٹنگ۔ گورو۔ گڈر۔ گاد ہانجی۔ گنجو۔ گھاسی۔ کانتی کاشرو۔ گلو۔ گوگلو۔ گوبجو۔ گگرو۔ گنگو۔ غلہ۔ ہارو۔ ہنڈو۔ جانڈر۔ کھن ہانجی کبو۔ کرناوی۔ کاکاپوری۔ کانجی۔ کھندرو۔ کھر۔ کلہ وٹھو۔ کلو۔ کچلو۔ کمرازی۔ کھترو۔ کلاش۔ لچھو۔ منٹو۔ منکرد۔ منڈو۔ منڈی جی۔ مٹہ ہانجی۔ مٹہ۔ مار مسکین مہاجن۔ مندلو۔ ناتھ۔ نزواری۔ ناو۔ نارہ چھورہ۔ پیٹھ۔ پلاؤ۔ راہ۔ راداو۔ سلارو۔ شکرہ۔ سمجی۔ سنگرام۔ شگو۔ شگن۔ تری۔ ترمبو۔ وچکو۔ وید وانگنو۔ وندگو۔

ضلع مظفر آباد کے کشمیری و دیگر مسلمان غیر زراعت پیشہ | بنجارہ۔ تیلی۔ جولاہ کھوجہ۔ زرگر۔ قصاب۔ گنائی۔ منگنو۔ ترہینہ۔ بمعہ ان اقوام کے جنکو وادی کشمیر میں غیر زراعت پیشہ قرار دیا گیا ہے۔

صوبہ کشمیر کے غیر زراعت پیشہ کشمیری پنڈت

بزاز۔ باغاتی۔ بونیو۔ بوہرہ (عطار) چیرو۔ چنہ۔ چوہدری۔ چکن۔ ڈاسی گورٹو (صرافان سرینگر) حاشیہ۔ جد۔ کچوہ کانٹرو۔ کوٹھیدار۔ (کولان سرینگر) نمٹو۔ نالوائی۔ کمپاسی (فوٹوگرافر) پنجابی۔ پڈر۔ پنٹو۔ شاعر۔ شش۔ صراف ساقی۔ سلطان۔ ٹنگ۔ ٹانگن۔ زرو۔ وفہ۔ خارہ دوزی۔

غیر زراعت پیشہ دیگر کشمیری ہندو | مہاجن۔ بابرہ اروڑہ۔ کھتری۔ کائستھ۔ جھیور۔

غیر زراعت پیشہ کشمیری دیگر سکھ

سکھوں ہوکاران پٹن. بنڈہ پورہ. بارہ مولہ. سوپور. اننت ناگ شوپیاں. سرینگر. اوڑی. رام پور. دہورہ. سلام آباد. اچی. چکوٹھی. جیاری ہٹیاں. ڈوپٹہ. گڑھی. دومیل. منظفر آباد. برسالہ. ٹیٹوال. جب کوئی زراعت پیشہ شخص رقبہ خرید نا چاہے تو اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے زراعت پیشہ رعایائے ریاست درجہ اوّل ہو. سرٹیفکٹ حاصل کرے۔ یہ سرٹیفکیٹ پیش کرنے کے بعد اسکو رقبہ بصورت بیع و رہن مل سکتا ہے

کاشتکار یا مزارعہ

اگر مالک اراضی اپنا رقبہ کسی اور شخص کو بغرض کاشت دے۔ تو کاشت کرنے والا شخص کاشتکار یا مزارعہ کہلائیگا۔

<u>کاشتکار یا مزارعہ غیر مستقل یا غیر موروثی</u> وہ کاشتکار جس سے زمیندار اپنی مرضی سے کاشت چھڑا سکتا ہے. کاشتکار غیر مستقل یا مزارعہ غیر مستقل کہلاتا ہے۔ اگر کاشتکار غیر مستقل مالک کے کہنے سے کاشت رقبہ ترک نہ کرے۔ تو زمیندار کو لازم ہے کہ وہ ان ایام میں جب رقبہ زیر بحث بلا فصل یعنی خالی پڑا ہو. کاشتکار کو بذریعہ تحصیل رقبہ سے بیدخل ہوجانیکا نوٹس دے. ایسی نوٹس کا مضمون یہ ہوتا ہے کہ "کاشتکار رقبہ سے بیدخل ہوجائے اگر اسکو کاشت چھوڑنے پر کوئی عذر ہے تو وہ باضابطہ اپنے عذرات دوماہ کے اندر اندر عدالت مجاز میں پیش کرے" اس پر کاشتکار یا تو رقبہ چھوڑ دے گا یا اگر اسکو کوئی عذر ہوگا تو اندر معیاد محکمہ وزارت میں

"دعوے تردید نوٹس بیدخلی" دائر کرے گا۔ گویا کاشتکار کی رضامندی کے بغیر زمیندار کو جبراً اُس سے رقبہ واپس لینے کی قانوناً اجازت نہیں ہے۔

کاشتکار شکمی یا مزارعہ شکمی | اگر کاشتکار اپنا رقبہ زیر کاشت (جو اُسنے کسی مالک اراضی سے کاشت پر لیا ہے) کسی تیسرے شخص کو اپنی طرف سے کاشت کرنیکے لئے دیدے۔ تو ایسا کاشتکار (یعنی کاشتکار کے کاشتکار) کاشتکار شکمی یا مزارعہ شکمی کہلاتا ہے۔

کاشتکار مستقل یا موروثی | وہ کاشتکار جس نے بندوبست قانونی[1] سے مسلسل ایک ہی شرح پر کوئی رقبہ زیر کاشت رکھا ہو۔ اور بندوبست میں تحصیلدار صاحب بندوبست نے یا بندوبست کے بعد وزیر وزارت صاحب نے تحقیقات کے بعد ایسے کاشتکار کو مستقل قرار دیا ہو۔ کاشتکار مستقل یا مزارعہ مستقل یا کاشتکار موروثی کہلاتا ہے۔ کاشتکار مستقل کو زمیندار اپنی مرضی سے اُس رقبہ سے جسکے لئے وہ مستقل کاشتکار قرار دیا ہے۔ بیدخل کرنے یا کرانے کا مجاز نہیں ہے۔ کاشتکار مستقل کو رقبہ پر وہی حقوق حاصل ہیں جو زمیندار کو حاصل ہوتے ہیں۔ اسکی وفات پر اُس کے حقوق کاشت بذریعہ انتقال اُس کے ورثا کو ملینگے۔ اگر کوئی کاشتکار غیر مستقل دیرینہ کاشتکار ہونے کی بنا پر مستقل کاشتکار کاغذات کرائے جانے کا خواہشمند ہو۔ تو اُسکو چاہئے کہ وہ عدالت مال میں باضابطہ دعویٰ حق کاشت مستقلی پیش کرے اِس کے سوا اس کو کوئی افسر یا اہلکار بندوبست

---

[1] صوبہ کشمیر میں سب سے پہلے ۱۹۵۱ بکرمی میں باضابطہ بندوبست ہوا ہے یہی بندوبست۔ بندوبست قانونی کہلاتا ہے۔ اسکے بعد آج تک دو بندوبست ہوئے۔ جو ترمیم اوّل۔ اور ترمیم دوئم کے نام سے موسوم ہیں۔

سے پہلے غیر مستقل سے مستقل نہیں کر سکتا۔

لگان

کوئی زمیندار جو اپنا رقبہ کسی کاشتکار مستقل یا غیر مستقل کو کاشت کیلئے دیتا ہے۔ اس رقبہ کا مالیہ تو زمیندار خود ادا کرتا ہے اور کاشتکار سے بطور حاصل رقبہ جو کچھ وہ بصورت نقد یا جنس وصول کرتا ہے۔ اس کو لگان کہتے ہیں۔

اقسام لگان | لگان کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اگر زمیندار کاشتکار سے بصورت نقد اسی قدر رقم وصول کرے جتنی رقم سرکار نے اس رقبہ پر بطور مالیہ مقرر کی ہے تو اسکو لگان نقدی حسب پرتہ لکھتے ہیں اور وجہ بھی ساتھ ہی لکھی جاتی ہے۔ اگر مالیہ سے کم یا زیادہ کوئی رقم مقرر کر کے کاشتکار سے وصول کرے تو اسکو لگان نقدی بالمقطع سالتمام کہتے ہیں۔ اگر رقبہ کی پیداوار جنس کی صورت میں بطور ٹھیکہ وصول کرے تو اسکو لگان جنسی بالمقطع کہتے ہیں۔ اگر رقبہ زیر کاشت کی پیداوار زمیندار اور کاشتکار فصل کاٹنے کے بعد آپس میں بحصہ مساوی تقسیم کریں گے۔ تو اسکو لگان "بٹائی غلہ بحصہ نصفی" کہتے ہیں۔ اگر گھاس بھی ساتھ ہی تقسیم ہو گی "تو مع گھاس"، لکھا جائے گا۔ ورنہ بلا گھاس۔ اگر رقبہ کی پیداوار کے دو حصے زمیندار اور ایک حصہ کاشتکار لیگا۔ تو اسکو لگان "بٹائی غلہ بحصہ سومی"۔ مالک دو حصہ کاشتکار یک حصہ لکھتے ہیں بعض خاص صورتوں میں زمیندار مالیہ تو خود ادا کرتا ہے۔ لیکن کاشتکار سے کوئی لگان وصول نہیں کرتا۔ ایسی صورت لفظ بلا لگان لکھا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی بلا لگان ہونیکی وجہ بھی درج کی جاتی ہے۔ مثلاً "بلا لگان بوجہ رشتہ داری بلا لگان بوجہ خدمت بلا لگان بوجہ ملازمت بلا لگان بوجہ خدمت لوہاری بلا لگان بوجہ پیر مریدی وغیرہ وغیرہ۔

حصہ سویم

خسرہ گرداوری

اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے کہ شجرہ کشتوار۔ یا عکس شجرہ کشتوار پر کھیت یا قطعہ اراضی کا صرف نمبر ہوتا ہے۔ اسکی کیفیت درج نہیں ہوتی۔ کیفیت کیلئے علیحدہ رجسٹر ہوتا ہے جسکو خسرہ گرداوری کہتے ہیں۔ خسرہ گرداری پر ترتیب وار اور مسلسل نمبرات کے ساتھ ساتھ انکی مفصل کیفیت اور تشریح درج ہوتی ہے۔ شجرہ کشتوار اور خسرہ گرداوری ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں۔ شجرہ کشتوار پر نمبر کی کوئی کیفیت معلوم نہ ہوگی۔ جب تک کہ خسرہ گرداوری نہ دیکھا جائے۔ اسی طرح خسرہ گرداوری سے معلوم نہیں ہوسکتا۔ کہ اس نمبر کا کھیت گاؤں کے کس حصہ میں۔ کس طرف اور کہاں پر واقع ہے۔ جب تک کہ شجرہ کشتوار کو نہ دیکھا جائے۔ آسانی کیلئے ذیل میں شجرہ کشتوار اور خسرہ گرداوری کا نمونہ درج کیا جاتا ہے۔

عکس شجرہ کشتوار موضع ...... تحصیل ...... ضلع ...... پیمودہ سال سمہ

پیمانہ بحساب فی انچ ۴۰ کرم

شمال

۱ ۳ ۵ ۶ ۲ ۴ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۲ ۱۱ ۱۳ ۱۴ ۱۵

مغرب — مشرق

جنوب

خسرہ گرداوری موضع .... تحصیل .... ضلع ....

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
			رقبہ بلحاظ قسم			ربیع سمت		خریف سمت		
نمبر خسرہ	نام طرف یا پٹی	نام مالک مع کاشتکار بالاختصار	کنال	مرلہ	قسم اراضی	جنس	انتقالات حقیقت و کاشت و لگان	جنس	انتقالات حقیقت و کاشت و لگان	کیفیت
۱		ستار ولد غفار قوم ڈار ساکنہ خود کاشت	۱ ۰ ۱	۳ ۵ ۸	آبی اول بنجر قدیم	تردوی ۱۰	نوتور ۵ مرلہ آبی اول	دہائیں ۱۰		
۲		جمال و عزیز و سبحان پسران کمال قوم شیخ بحصہ برابر ساکنان دیہہ. خود کاشت	۱ ۰ ۱	۱۵ ۲ ۱۷	آبی اول غیر ممکن بنہ	تردوی ۱ غیر ممکن	خود کاشت جمال حصہ دار	دہائیں غیر ممکن ×		
۳		اکبر ولد رحیم قوم ڈار و صابر ولد کریم قوم شیخ بحصہ برابر ساکنان دیہہ خود کاشت. اکبر حصہ دار	۱ ۰ ۲	۱۸ ۴ ۲	آبی اول زیر سایہ	تروری ۲ زیر سایہ ×	خود کاشت	دہائیں ۲ زیر سایہ ×		
۴		واسہ ولد گنہ قوم پنڈت ساکنہ دیہہ خود کاشت	۱	۰	آبی سیوم	گندم ۱		خالی ۱		
۵		سبحان ولد رحمان قوم بٹ ساکنہ دیہہ بکاشت غفار ولد رجب قوم میر ساکنہ دیہہ غیر مستقل. لگان نقدی حسب پرتہ دیہہ. بوجہ رشتہ داری	۲ ۰ ۲	۵ ۲ ۷	آبی اول غیر ممکن بنہ	تروری ۲ غیر ممکن ×		دہائیں ۱ دہائیں خرابہ غیر ممکن ×		
۶		پریم سنگھ ولد رتن سنگھ قوم برہمن ساکنہ دیہہ۔ بکاشت. رحمان و عزیز ساکن ہری پورہ غیر مستقل لگان بٹائی غلہ بحصہ نصفی مع گھاس	۱	۱۲	میدانی	خالی ۱۰		چینا ۱۰		
۷		خالصہ مقبوضہ محکمہ مال	۳	۱۰	غیر ممکن سڑک	تروری غیر ممکن ۲	کاشت جمال ولد عزیز شیخ ساکندیہہ قبضہ ناجائز ۲ مرلہ آبی	دہائیں غیر ممکن ۳		
۸		جمال وغیرہ بشرح نمبر ۲ خود کاشت	۱ ۰ ۱	۸ ۲ ۱۰	آبی دوئم غیر ممکن کوہل	تروری ۱ غیر ممکن ×		کپاس ۱ غیر ممکن ×		
۹		واسہ بشرح نمبر ۴ خود کاشت	۱ ۰ ۱	۸ ۲ ۱۰	آبی دوئم غیر ممکن کوہل		تروری ۱ غیر ممکن ×	کاسلام ولد محمد گنائی ساکنہ دیہہ غیر مستقل لگان بٹائی غلہ بحصہ نصفی مع گھاس	ملی بمعہ ۱ ملی خرابہ	

۱۰		ستار بشرح نمبر ۱- خود کاشت	۱	۱	آبی سیوئم	بنجر جدید ۱	بنجر جدید یک ۱	بنجر جدید ۱	/	نقلیات
۱۱		آبادی مقبوضۂ باشندگان	۱	۱۵	غیر ممکن آبادی	غیر ممکن ۱	/	غیر ممکن ۰۱	/	
۱۲		سبحان بشرح نمبر ۵ بکاشت محمد ولد عزیز شیخ ساکندیہہ لگان نقدی بالمقطع بسالتمام جو	۰	۵	ملیاری	سبز ترکاری ۱	/	تماکو ۱	/	
۱۳		خالصہ مقبوضۂ سرکار	۷	۱۰	غیر ممکن کوہل	غیر ممکن ۷	/	غیر ممکن ۷	/	
۱۴		رحمان ولد کریم قوم ماگرے ساکندیہہ خود کاشت	۱	۴	برو	جوا غیر ممکن —	غیر ممکن کوہل ۴ مرلہ	خالی ۱ غیر ممکن —	/	
۱۵		شاملات دیہہ محفوظ کا بچرائی	۵	۹	بنجر قدیم	بنجر قدیم ۰۵	/	بنجر قدیم ۰۵	/	

عکس شجرہ کشتوار اور خسرہ گرداوری کو سامنے رکھ کر شجرہ کے ہر ایک نمبر کی کیفیت خسرہ گرداوری میں دیکھو۔ شجرہ کشتوار پر سب سے پہلے جو مستطیل شکل ہے جس کے درمیان نمبر ا پڑا ہوا ہے یہ ستار ڈار کا آبی کھیت ہے۔ وہ اسی گاؤں کا باشندہ ہے جسکے لئے یہ رجسٹر تیار ہوا ہے گاؤں کا نام چونکہ رجسٹر کی پیشانی پر درج ہے۔ اسلئے زمیندار کے نام کے ساتھ بجائے نام دیہہ کے صرف ساکن دیہہ لکھا جاتا ہے۔ ستار ڈار اس رقبہ کو خود ہی کاشت کرتا ہے۔ اس لئے خود کاشت کا لفظ لکھا گیا ہے۔ بوقت پیمائش اس نمبر کا رقبہ ایک کنال آٹھ مرلہ پایا گیا تھا۔ اس رقبہ میں ہمیشہ شالی کاشت ہوتی ہے اس لئے اس قسم کی آبی اوّل درج ہوئی ہے۔ اس نمبر میں جنوب مشرق کی طرف تھوڑا سا رقبہ غیر آباد بنجر ہے (شجرہ کشتوار پر نشان دیا گیا ہے) اس لئے ۵ مرلہ رقبہ کی قسم بنجر قدیم لکھی گئی ہے۔ اس غیر مزروعہ رقبہ پر جمع قائم نہیں ہوئی ہے ستار ڈار کو اس کے آباد کرنے کا ہر وقت حق حاصل ہے۔ آئندہ بندوبست تک اس پر جمع قائم نہیں ہوگی۔

نمبر خسرہ ۲ کمال شیخ کے تین پسران۔ جمال۔ عزیز۔ سبحان۔ کی مشترکہ حقیقت ہے ان کو بحصہ مساوی اس رقبہ پر حق ملکیت حاصل ہے۔ جمال سب سے بڑا ہے باقی دو ترتیب وار اس سے چھوٹے ہیں۔ رقبہ کو تینوں بالاشتراک کاشت کرتے ہیں مالیہ سرکار بھی اکھٹے ادا کرتے ہیں۔ پیداوار بھی اسی طرح کھاتے ہیں۔ اس لئے خود کاشت لکھا گیا ہے۔ اس کھیت کے بنہ جات (حدود) بڑے بڑے ہیں۔ جو اس کے اردگرد فصیل کا کام دیتے ہیں۔ کھیت کی حفاظت و تقویت کیلئے ان کا غیر آباد رکھا جانا ضروری ہے۔ اسلئے بنہ جات کا رقبہ دو مرلہ خارج از جمع رکھ کر اسکی قسم غیر ممکن بنہ لکھی گئی ہے۔

نمبر خسرہ ۳ پر حق ملکیت اکبر ڈار اور صابرہ شیخ کو بالاشتراک بحصہ مساوی حاصل ہے۔ مگر رقبہ کو اکیلا اکبر ڈار کاشت کرتا ہے۔ وہی مالیہ ادا کرتا ہے۔ وہی پیداوار بھی کھاتا ہے اس لئے خود کاشت اکبر حصہ دار لکھا گیا۔ اس نمبر کے کناروں پر درخت چنار ایک اور درخت توت دو موجود ہیں۔ جن کا سایہ اس نمبر کے چار مرلہ رقبہ پر پڑتا ہے۔ اس لئے رقبہ آمدہ زیر سایہ درختاں مقداری ۴ مرلہ کو خارج از جمع رکھ کر اس کی قسم زیر سایہ لکھی گئی ہے۔

نمبر خسرہ ۴ پر ورسہ پنڈت کو حق ملکیت حاصل ہے اس کی گوت رینہ ہے۔ رقبہ آبپاش ہے مگر اس میں خشکی کے مختلف اجناس کاشت ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کی قسم آبی سوئم لکھی گئی ہے۔

نمبر خسرہ ۵ پر سبحان بٹ کو حق ملکیت حاصل ہے اور وہ ذات کا سکھ پر ہمن ہے۔ اس کی طرف سے بطور کاشت کار غیر مستقل رحمان بٹ۔ رقبہ کو کاشت کرتا ہے۔ لگان بٹائی بحصہ نصفی مقرر ہے۔ چونکہ رقبہ خشکی غیر آبپاش ہے۔ اسلئے اس کی قسم میدانی درج ہے۔

نمبر خسرہ ۷ جر نیلی سڑک ہے۔ جس کا مالک سرکار ہے۔ اسلئے خانہ ملکیت میں خالصہ درج ہے۔ اس سڑک کے کناروں پر جو درخت نصب ہیں۔ ان کی نگرانی محکمہ مال کے سپرد ہے۔ اور تیاری و مرمت پل ہا و سڑک کا کام بھی اسی محکمہ کے ذمہ ہے۔ اسلئے کاشتکار کی جگہ مقبوضہ محکمہ مال درج ہے۔ رقبہ کی قسم غیر ممکن سڑک ہے۔

نمبر خسرہ ۸ کا مالک جمال وغیرہ لبشرح نمبر ۲ ہے۔ چونکہ نمبر خسرہ ۲ پر جمال وغیرہ کا مفصل اندراج (نام۔ ولدیت۔ قومیت۔ سکونت۔ حصص) آچکا ہے یہاں اسی نمبر کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ نمبر انہی حقوق

کے ساتھ اُنہی کا مملوکہ ہے جس کا اندراج نمبر خسرہ ۲ کے تحت آیا ہے۔ یہی کیفیت نمبرات خسرہ ۹ و ۱۰ و ۱۲ کی ہے۔

نمبر خسرہ ۸ و ۹ کے جنوبی کناروں کے ساتھ ساتھ ایک چھوٹی سی آبجو (کوہل) جاری ہے۔ جو ان ہر دو نمبرات کے علاوہ نمبر خسرہ ۱۰ کو بھی سیراب کرتی ہے۔ چنانچہ شجرہ کشتوار پر باریک خط سے نشان دیا گیا ہے۔

اِن ہر دو نمبرات کو دُو دُو مرلہ کی مجرائی دی گئی ہے۔ ہر دو نمبرات میں کسی سال شالی کاشت ہوتی ہے اور کسی سال خشکی اجناس اِس لئے قسم آبی دویم لکھی گئی ہے۔

نمبر خسرہ ۔ ۱۱ میں اس گاؤں کے باشندوں کے مکانات رہائشی موجود ہیں اسلئے خانہ ملکیت و خانہ قسم میں صرف لفظ آبادی دیہہ لکھا گیا۔

نمبر خسرہ ۔ ۱۲ زیر کاشت محمد شیخ مزارعہ غیر مستقل ہے۔ لگان نقدی بطور ٹھیکہ پانچ روپیہ سالانہ دیتا ہے۔ اس لئے لگان نقدی سالتمام صہ درج ہے اس رقبہ میں اعلیٰ قسم کی اجناس کاشت ہوتی ہیں۔ اس لئے اس کی قسم ملیاری درج ہے۔

نمبر خسرہ ۔ ۱۳ غیر ممکن کوہل ہے جس کی مالک سرکار ہے اسکی نگرانی خاص طور پر کسی محکمہ کے سپرد نہیں۔ اس لئے خالصہ مقبوضہ سرکار درج ہے۔ اور قسم رقبہ غیر ممکن کوہل۔

نمبر خسرہ ۔ ۱۴ کا رقبہ خشکی اور ڈھلوان ہے۔ کوہل کا پانی اس کو سیراب نہیں کرسکتا اسلئے اسکی قسم لبرو درج ہے۔

نمبر خسرہ ۔ ۱۵ ایک بنجر ٹکڑہ ہے جس میں گاؤں کے مویشی چرتے ہیں۔ اسلئے کا ہچرائی کیلئے محفوظ رکھ کر کھیوٹداران دیہہ کو تحت شاملات دیا گیا ہے۔

گرداوری کا کام

آپ نے اکثر گرداوری کا نام سُنا ہوگا۔ اور یہ بھی سنا ہوگا کہ پٹواری گرداوری کرتا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے؟ کہ گرداری سے کیا مُراد ہے؟ اور کس غرض کیلئے کیجاتی ہے؟ گرداوری کا دستور آئین یہ ہے کہ پٹواری عکس لٹھا اور خسرہ گرداوری لیکر نمبردار و زمینداران دیہہ کے ساتھ اُس موقعہ پر جاتا ہے۔ جہاں سے گاؤں کا نمبر خسرہ ۱ شروع ہوتا ہے۔ پٹواری کھیت کے کنارے پر کھڑا ہوکر نقشہ اور کھیت کی ہیئت کا مقابلہ کرتا ہے۔ اگر کوئی تفاوت یا تغیر نظر آئے تو اُس کا اندراج خسرہ گرداوری میں کیا جاتا ہے۔ ایک دن میں جس قدر نمبروں کی گرداوری کیجا سکتی ہو ان نمبرات کے مالکوں اور کاشتکاروں کی حاضری کی ہدایت ایک دن پیشتر گاؤں کے نمبردار کو دی جاتی ہے۔ گرداوری سال میں دو دفعہ ربیع اور خریف پر کیجاتی ہے۔ ربیع کی گرداوری ۱۵ جیٹھ بکرمی کو شروع ہوکر یکم ساون تک (۱½ ماہ کے عرصہ میں) اور خریف کی گرداوری ۱۵ بھادون بکرمی کو شروع ہوکر یکم کاتک کو (۱½ ماہ کے عرصہ میں) ختم کیجاتی ہے۔ خسرہ گرداوری میں ربیع اور خریف کے اندراجات کیلئے جدا جدا خانے رکھے ہوئے ہوتے ہیں جیسا کہ نمونہ خسرہ گرداوری پر خانہ ۷ و ۸ ربیع کیلئے۔ اور خانہ ۹ و ۱۰ خریف کی گرداوری کیلئے رکھے ہوئے ہیں۔ گرداوری از ربیع پر جو جنس نمبر زیر گرداوری میں کاشت ہوئی ہوگی۔ یا جو کچھ گرداوری کے موقعہ پر صورت ہوگی اس کا اندراج پٹواری خسرہ گرداوری کے خانہ ۷ میں کریگا نام جنس کے ساتھ تعداد رقبہ اور حالتِ فصل بھی درج کیجاتی ہے۔ اگر رقبہ

کی قسم میں کوئی تغیر نظر آئے تو اُس کا اندراج خانہ ۸ میں کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اندراجات پٹواری موقع کی صورت دیکھ کر خود ہی کرتا ہے زمیندار یا کاشتکار سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ قبضہ و کاشت اور لگان کے متعلق پٹواری زمیندار اور کاشتکار کے بیان کا محتاج ہے۔ اگر گذشتہ اندراج سے کچھ اختلاف زمیندار یا کاشتکار کے بیان سے پایا جائے تو نمبردار اور عام زمینداران حاضر موقع کی تصدیق و تائید کے بعد اس کا اندراج خسرہ گرداوری کے خانہ ۸ میں کریگا اگر سابقہ اندراج بدستور قائم رکھنا ہو تو خانہ ۸ میں ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک ایک ترچھا خط کھینچتا ہے جسکو محکمہ مال کی اصطلاح میں چارپارہ کہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ سابقہ اندراج بحال ہے۔ اسی طرح فصل خریف کی گرداوری پر خانہ ۹ و ۱۰ کا اندراج کیا جاتا ہے۔

گرداوری کے اندراجات کو اچھی طرح ذہن نشین کرنیکے لئے نمونہ خسرہ گرداوری کو بغور دیکھ کر اُس کے خانہ جات ۷ لغایت ۱۰ کی خانہ پری پر توجہ دو۔ جسکی تفصیل ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

نمبر خسرہ ۱ پر جب ربیع کی گرداوری کیلئے پٹواری پہنچا۔ تو اُس نے دیکھا کہ اس نمبر میں جو ۵ مرلہ رقبہ بنجر قدیم تھا۔ وہ نوتوڑ ہو کر مزروعہ کے ساتھ شامل ہوا ہے۔ پٹواری نے خانہ ۸ میں سرخی سے ۵ مرلہ نوتوڑ لکھا۔ جس رقبہ کے ساتھ یہ نوتوڑ شامل ہوا ہے۔ اسکی قسم آبی اوّل ہے۔ اس لئے نوتوڑ کی قسم بھی وہی لکھی گئی۔ قبضہ و کاشت میں کوئی مزید تبدیلی نہیں پائی گئی۔ گویا باقی اندراجات بدستور ہے۔ گرداوری ربیع کے وقت اِس نمبر میں

شالی کا پودہ سبزہ کی صورت میں پانی میں لہلہاتا ہوا نظر آیا۔ خانہ جنس میں جنس کا نام درج نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جنس کا نام اسوقت لکھا جائیگا جب فصل پختہ ہو۔ ساتھ ہی رقبہ آمدہ زیر جنس کو خالی بھی نہیں لکھا جا سکتا۔ کیونکہ خالی وہ رقبہ تصور ہوتا ہے جس میں ابھی تک ہل نہیں چلایا گیا ہو پس ایسے رقبہ کیلئے لفظ ترودی استعمال ہوتا ہے۔ ترودی کے اصطلاحی معنیٰ یہی ہیں کہ رقبہ میں ہل چلایا گیا ہے یا زیر کاشت لایا گیا ہے۔ اِس لئے خانہ ۸ (خانہ جنس) میں ترودی لکھا گیا۔

گرداوری کے خانہ جنس میں فصل کے ساتھ مقدار رقبہ بھی ہندسوں میں لکھی جاتی ہے۔ کسرات کا اندراج پاؤ۔ آدھا (۴) پونا (ٹ) کے حساب سے کیا جائیگا۔ ۵ مرلہ کا ایک پاؤ (ـ) ۱۰ مرلہ کا آدھا (۴۰) ۱۵ مرلہ کا پونا (ٹ) تصور ہوتا ہے۔ ضرورت کے وقت بعض جگہ ۳ مرلہ کا ایک پاؤ مجرا لیا جاتا ہے بعض جگہ دو مرلے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ جہاں صرف ۲ مرلہ ہی رقبہ ہوگا۔ اور وہ چھوڑنے ہوں گے تو وہاں جنس یا قسم کے ساتھ یہ علامت (X) ہو گی۔ جیسا کہ نمبر خسرہ ۲ کے خانہ نمبر ۸ و ۹ میں غیر ممکن کیلئے رکھا گیا ہے۔ نمبر خسرہ ۱ کا کل رقبہ یک ہے۔ خانہ جنس میں ڈیڑھ کنال (۱۰) لکھا گیا۔ گرداوری خریف پر فصل شالی بلا کسی نقصان کے پائی گئی۔ اس لئے دہائیں درج ہوا قبضہ و کاشت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس واسطے چار پارہ کا خط دیا گیا۔

نمبر خسرہ ۳ کو تمام شریک بالاتفاق کاشت کرتے تھے۔ ربیع کی گرداوری پر پٹواری کو معلوم ہوا کہ اب اِس نمبر کو صرف جمال شریک کھاتہ کاشت کرتا ہے اس لئے خانہ نمبر ۵ میں وہ خود کاشت جمال حصہ دار، لکھا

گیا۔ خریف کی گرداوری پر قبضہ وکاشت میں کوئی تغیر پایا نہیں گیا۔ اس لئے
چار پارہ دیا گیا۔ باقی اندراجات خانہ ۷ و ۹ کا اندراج بشرح نمبر خسرہ ۱ ہیں
نمبر خسرہ ۳ کو پہلے صرف اکبر شریک کھاتہ کاشت کرتا تھا۔ اب دونوں
شریک اکھٹے کاشت کرتے ہیں۔ اسلئے خانہ ۸ میں لفظ "خودکاشت" لکھا گیا ہے
نمبر خسرہ ۴ میں گندم کاشت ہوئی ہے۔ فصل پختہ اور بلا نقص پائی گئی۔
اس لئے صرف لفظ گندم لکھا گیا۔ خریف کی گرداوری پر رقبہ سفید پڑا ہوا تھا
اسلئے خالی دکھایا گیا۔

نمبر خسرہ ۵ کا رقبہ دو کنال ۵ مرلہ آبی اوّل ہے۔ ربیع کی گرداوری
پر سب رقبہ میں شالی کاشت ہوئی تھی۔ تردوی لکھا گیا۔ خریف کی گرداوری
پر معلوم ہوا۔ کہ نصف کے قریب دہائیں بوجہ رعے ضائع ہوا ہے۔ اسلئے
۱ کنال دہائیں پختہ اور ۱ کنال دہائیں خرابہ لکھا گیا۔

نمبر خسرہ ۶ کے رقبہ میں بروقت گرداوری ربیع فصل کاشت نہیں
ہوئی تھی۔ اور نہ ہل چلایا گیا تھا اس لئے ربیع میں صرف خالی لکھا گیا۔ خریف
کی گرداوری پر اس میں فصل چینا پائی گئی وہی درج ہو۔ معلوم ہوتا ہے
کہ یہ رقبہ ربیع کی گرداوری کے بعد زیر کاشت لایا گیا ہے۔

نمبر خسرہ ۷ غیر ممکن سڑک ہے۔ ربیع کی گرداوری کیوقت موقعہ پر
پایا گیا۔ کہ جمال شیخ نے سڑک میں سے ۵ مرلہ رقبہ بذریعہ نوتوڑ کر کے
اس میں شالی کاشت کی ہے۔ اس لئے خانہ ۷ وخانہ ۸ میں نوتوڑ کا عمل
درآمد کیا گیا۔ ربیع میں تردوی اور خریف میں دہائیں درج ہوا۔

نمبر خسرہ ۸ کی کیفیت بشرح نمبر خسرہ ۶ ہے۔

نمبر خسرہ ۹ کو پہلے زمیندار خود کاشت کرتا تھا۔ ربیع کی گرداوری

پر زیر کاشت صمد کاشتکار غیر مستقل پایا گیا۔ اسلئے خانہ نمبر ۸ میں وہی اندراج ہوا۔ گرداوری خریف میں دکھایا گیا۔ کہ مکی کی فصل اس نمبر کے صرف دو حصوں میں لگ چکی ہے۔ تیسرے حصہ میں صرف گھاس کے چھوٹے چھوٹے پودے موجود ہیں جن سے فصل نہیں ہوئی ہے۔ اسلئے خانہ ۹ میں مکی پختہ ایک کنال (۱) اور مکی خرابہ ۱۰ مرلہ (۱۰سم) درج کیا گیا۔

نمبر خسرہ ۱۰ کو پٹواری نے ربیع پر سفید پایا اس میں ہل نہیں چلایا گیا تھا۔ چونکہ یہ نمبر دو سال سے خالی پڑا رہنے کی وجہ سے چار متواتر گرداوریوں میں خالی لکھا گیا ہے۔ اسلئے خانہ ۸ میں بنجر جدید لکھ کر اس کے نیچے رقبہ لکھا گیا۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس نمبر کا کتنا رقبہ بنجر جدید بنا ہے خانہ نمبر ۷ و ۹ میں بھی بنجر جدید درج ہوا۔

نمبر خسرہ ۱۱ و ۱۳ کی کیفیت بشرح نمبر خسرہ ۶ ہے۔

نمبر خسرہ ۱۲ کا رقبہ ملیاری ہے۔ ربیع پر اس میں سبز ترکاری اور خریف پر تماکو پایا گیا۔ اسلئے خانہ ۷ و ۹ میں وہی اندراج ہوا۔

نمبر خسرہ ۱۴ کوہل کے کنارے پر واقع ہے۔ گرداوری ربیع پر معلوم ہوا۔ کہ کوہل کے چڑھاؤ اور سیلاب کیوجہ سے ۴ مرلہ رقبہ مزروعہ نمبر خسرہ ہذا سے شامل کوہل ہوا ہے۔ اسلئے خانہ ۸ میں غیر ممکن کوہل ۴ مرلہ لکھ کر خانہ ۷ میں بھی اس کا اندراج ہوا۔ باقی رقبہ ربیع میں زیر فصل جو اور خریف میں خالی لکھا گیا

نمبر خسرہ ۱۵ شاملات محفوظ کا بیچرائی ہے۔ دونوں گرداوریوں پر اس میں کوئی تغیر نظر نہیں آیا۔ اسلئے بدستور رہا۔

اجناس فصل ربیع | فصل ربیع کی اجناس حسب ذیل ہیں:۔

گندم۔ جو۔ مٹر۔ پیاز۔ السی۔ نخود۔ تمباکو۔ سرشف۔ سرسوں۔ تل گوگلو۔ گشنیز۔ یا دھنیا وغیرہ وغیرہ

اجناس فصل خریف | اجناس فصل خریف حسب ذیل ہیں :-
دہائیں (شالی) مکی۔ مسور۔ کلتھ۔ لوبیا۔ موٹھی۔ سبزترکاری۔ تمباکو۔ شلغم۔ تل۔ مونگ کپاس وغیرہ وغیرہ۔

موسم گرداوری | گرداوری کرنیکے لیئے وہ ایام مخصوص کیئے گیئے ہیں جب فصول زیر گرداوری پختہ ہوئے ہوں۔ اور پٹواری کو پیداوار اور فصل کے متعلق صحیح اور قطعی رائے قائم کرنیکا موقع ملے۔ اور وہ خسرہ گرداوری میں اندراج کر سکے۔ کہ آیا فصل پختہ ہے۔ یا خرابہ۔ اور کس قدر رقبہ خالی رہا ہے۔ پٹواری کو ہر گرداوری کے موقعہ پر ہر ایک نمبر پر پہنچکر اس کا ملاحظہ کرتا ہے۔ چاہے اس نمبر میں جنس کاشت ہوئی ہو۔ یا دوسرے فصل کے انتظار میں غیر آباد پڑا ہوا ہو۔ گویا پٹواری کو گاؤں کے ہر ایک نمبر پر سال بھر میں دو دفعہ پہنچنا ضروری ہے۔

اندراج خرابہ | دوران گرداوری میں اگر کوئی ایسا نمبر آئے۔ جس میں جنس تو کاشت ہوئی ہے مگر پختہ ہو جانے سے پیشتر سالم کھیت یا کھیت کے کسی حصہ کی فصل بوجہ رعگے یا بوجہ ناقص رقبہ ہونیکے سڑ گئی ہے۔ یا خام رہ گئی ہے۔ اور اس کے پختہ ہونے کا وقت گذر چکا ہے یا بوجہ کسی ارضی یا سماوی آفت مثلاً ژالہ باری۔ سیلاب۔ کثرت بارش۔ بیوقت برف باری۔ فصل برباد ہو جائے یا تخم ہی زمین میں ضائع ہو جائے۔ تو ایسی تمام صورتوں میں پٹواری اس رقبہ کو نہ تو خالی لکھ سکتا ہے۔ اور نہ فصل کو خام یا ناقص بلکہ گرداوری کے خانہٗ اجناس میں نام جنس خراب شدہ کے ساتھ لفظ خرابہ لکھ کر تعداد رقبہ درج کریگا۔ اگر کھیت کے جزوی رقبہ کو نقصان پہنچا ہوگا۔ تو اتنا ہی رقبہ خرابہ لکھا جائیگا۔ مثال کیلئے دیکھو خسرہ گرداوری کے ۵ و ۹ کے خانہ ۹ کا اندراج ہے۔

اندراجات گرداوری کے متعلق پٹواری کے اختیارات ایام گرداوری میں پٹواری کو خسرہ گرداوری کے خانہ ہائے تغیرات (خانہ ۷ تا ۱۰) کے اندراجات کے اختیارات حاصل ہیں جو کچھ قبضہ و کاشت و اقسام و اجناس کے متعلق اس کو معلوم ہو جائے۔ اس کا اندراج وہ موقع پر ہی بلا شک و شک خسرہ گرداوری میں کر سکتا ہے۔ مگر وہ اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے اندراجات کو بعد میں تبدیل کرنے کا مجاز نہیں۔ یہاں تک کہ اگر پٹواری نے موقع پر سابق قبضہ و کاشت کو بحال رکھتے ہوئے خانہ جات ۸ یا ۱۰ میں چار پارہ دیا ہو گا۔ اور بعد میں وہ اس خانہ میں کچھ اور لکھنا چاہے تو وہ خود بخود چار پارہ کاٹ کر جدید اندراج نہیں کر سکتا۔ ایسی صورت میں پٹواری یہ معاملہ پڑتال کیوقت افسر پڑتال کنندہ کی نوٹس میں لائیگا۔ افسر پڑتال کنندہ اطمینان کے بعد اپنی قلم سے چار پارہ کو کاٹ کر جدید اندراج کر کے اس کے نیچے اپنا دستخط ثبت کریگا۔ غرض پٹواری موقع پر کئے ہوئے اندراج کو بعد میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ صرف افسران مال پڑتال کے دوران میں بشرط ضرورت اس میں ترمیم کر سکتے ہیں۔

گرداوری پر زمینداروں اور کاشتکاروں کی حاضری سرکاری حکم ہے کہ اگر گرداوری پر ہر ایک زمیندار اور کاشتکار پٹواری کے سامنے موقع پر حاضر رہے اور اپنے روبرو اپنے رقبہ جات کی گرداوری کا اندراج کرائے۔ تاکہ صحیح اندراج ہو کر بعد میں اس پر کوئی تنازع یا اختلاف پیدا نہ ہو۔ کیونکہ گرداوری کے غلط اندراجات پر بڑے بڑے تنازعات بپا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک کاشتکار کسی زمیندار کا رقبہ عرصہ دراز سے مسلسل کاشت کر رہا ہے۔ اور اس کو عنقریب اِس رقبہ کیلئے حق مستقل ملنے کی اُمید ہے۔ لیکن گرداوری پر کاشتکار حاضر نہ ہوا۔ زمیندار نے خود غرضی سے یا کسی دوسرے

شخص نے بے خبری یا مغالطہ سے ظاہر کیا۔ کہ کاشتکار نے کاشت ترک کر دیا ہے زمیندار رقبہ کو خود کاشت کرتا ہے۔ پٹواری نے اسی کے مطابق اندراج کیا۔ سال یا دو سال کے بعد پٹواری کو معلوم ہوا کہ رقبہ کاشتکار کے ہی زیر کاشت ہے۔ اِس نے پھر اس کی کاشت لکھی۔ کچھ عرصہ کے بعد جب کاشتکار دعویٰ حق کاشت مستقلی عدالت میں پیش کرے تو اس کا سلسلہ کاشت منقطع ہونیکی وجہ سے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ نتیجہ سوائے خرابی فریقین کے اور کچھ نہیں ہو گا۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ایک زمیندار نے کسی قدر رقبہ کسی کاشتکار کو کاشت کیلئے دیا۔ فصل کاٹنے کے بعد زمیندار کو کاشتکار سے مقررہ لگان نہیں ملا۔ اب وہ عدالتِ مال میں دعویٰ دائر کر کے کاشتکار سے اپنا حق لینا چاہتا ہے مگر گرداوری پر کسی وجہ سے کاشتکار کی کاشت درج نہیں ہے۔ اس لئے دعویٰ ناقابل رفتار ہے۔ نتیجہ جو کچھ ہو گا وہ ظاہر ہے۔ غرض گرداوری کے غلط اندراجات سے ایسے سینکڑوں تنازعات پیدا ہونے کا امکان ہے۔ علاوہ اس کے اکثر ارضی وسماوی آفات سے رقبہ اور فصل کو کئی قسم کے نقصانات پہنچتے ہیں۔ رقبہ دریا برد ہو جاتا ہے۔ یا اس پر ریتی گرتی ہے یا آبی رقبہ کی سے کو ہل کا بند لوٹ جاتا ہے۔ ژالہ باری۔ سیلاب۔ آندھی۔ رعے۔ یا کسی بیماری سے فصل کو نقصان پہنچتا ہے۔ زمیندار یا کاشتکار موقع پر نشان دہی کر کے پٹواری سے ان تمام حادثات کا اندراج کاغذات گرداوری میں کرا سکتا ہے۔ یاد رہے مالیہ اراضی کمی بیشی یعنی چڑھاؤ اتار (منہائی یا ایزادی جمع) وغیرہ کا دارومدار صرف گرداوری کے اندراجات پر منحصر ہے۔ رقبہ جات کے تمام مقدمات یعنی خسرہ گرداوری بطور شہادت پیش کیا جاتا ہے اس کے اندراجات کی گواہی نہایت معتبر اور ناقابلِ تردید تصور کی جاتی ہے اسلئے ہر زمیندار

اور ہر کاشتکار کو لازم ہے کہ نہایت دلچسپی اور تن دہی سے بوقت گرداوری پٹواری کیساتھ ساتھ رہ کر اپنی حاضری میں اپنے رقبہ جات کا اندراجات کرایا کرے۔ اور اس سے باخبر رہے۔

روزنامچہ واقعات میں گرداوری کے تغیرات کا اندراج ہر روز گرداوری شروع کرنے پر پٹواری خسرہ گرداوری میں شروع کے نمبر پر تاریخ گرداوری درج کرتا ہے اور اس تاریخ کے گرداوری شدہ نمبرات کے تمام تغیرات قبضہ و کاشت کے اندراج نمبروار روزنامچہ واقعات میں اسی تاریخ کے تحت درج کرتا ہے یہ کارروائی صرف گرداوری کے خانہ جات تغیرات کے اندراجات کو محفوظ رکھنے اور بعد کی دستبرد سے بچانے کی خاطر کیجاتی ہے۔

میزانات گرداوری و گوشوارہ جنس وار اور لال کتاب جن جن نمبرات کی گرداوری پٹواری روزانہ ختم کرتا ہے ان کے اجناس کی قسم وار میزان خسرہ گرداوری کے ہر صفحہ کے نیچے ساتھ ساتھ درج کرتا ہے۔ کل گاؤں کی گرداوری ختم کر کے قسم وار اجناس کی میزان خسرہ گرداوری کے آخری صفحہ پر درج کر کے ایک علیحدہ گوشوارہ جنس وار تیار کرتا ہے اور اس کی نقل رجسٹر لال کتاب میں درج کر کے تحصیل میں بھیجدیتا ہے۔ اس غرض کیواسطے پٹواری کے پاس ہر ایک گاؤں کیلئے جدا جدا لال کتاب موجود رہتی ہے۔ لال کتاب میں صرف گاؤں کے نقشہ جات زراعت فصل وار، سال وار، چہار سالہ، بندوبست وار، درج رہتے ہیں۔ تحصیل کے دفتر میں بھی ہر ایک گاؤں کیلئے ایک ایک لال کتاب موجود رہتی ہے۔ ہر ایک گاؤں کی گرداوری کی میزان (گوشوارہ جنسوار) جسطرح پٹواری اپنی لال کتاب میں درج کرتا ہے۔ اسی طرح تحصیل کی لال کتاب میں درج کیا جاتا ہے پٹواری کی لال کتاب اور تحصیل کی لال کتاب کے اندراجات میں بالکل مطابقت ہونی چاہیئے۔ گوشوارہ جنسوار دیہہ وار کلیات (دیہات تحصیل کیلئے) تحصیل میں تیار ہو کر وزارت میں جاتا ہے۔ وزارت میں کل تحصیل ہائے وزارت کی کلیات پہنچاتی ہے پھر گورنری میں ایک صوبہ وار کلیات جنسوار تیار ہو کر محکمہ وزیر مالی میں جاتی ہے اور وہاں تمام ریاست جموں وکشمیر کی ایک کلیات قسم وار وجنس وار تیار ہو جاتی ہے اس سے پیداوار کا اندازہ لگ جاتا ہے کہ آیا کس کس فصل میں زیادتی یا کمی ہے۔

جمعبندی

کاغذات پٹوار میں ایک رجسٹر جمعبندی ہوتا ہے جمعبندی تمام کاغذات پٹوار میں زیادہ معتبر اور مکمل کتاب تصور کیجاتی ہے تمام کاغذات کا دارمدار اسی پر ہے خسرہ گرداوری کے تذکرہ میں بیان ہوچکا ہے کہ گرداوری پر گاؤں کے نمبرات کا اندراج مسلسل ہوتا ہے۔ کھیوٹ وار نہیں ہوتا کیوں کہ ایک کھیوٹ دار کے نمبرات گاؤں کے مختلف مقامات پر ہوسکتے ہیں۔ جو نمبر رواں کے سلسلہ میں اپنی اپنی جگہ پر آتے جاتے ہیں۔ بخلاف اس کے جمعبندی میں ایک شخص یا چند اشخاص کی مشترکہ حقیقت کے تمام نمبر مع مفصل کیفیت وتشریح و تعداد کل جمع کے درج ہوتی ہے اور معلوم ہوسکتا ہے کہ گاؤں میں ایک شخص کے نام پر کسقدر حقیقت ہے یہ رجسٹر ایک چھاب شدہ فارم کی صورت میں ہوتا ہے۔

جمعبندی درختاں | گاؤں کی پیمائش کے وقت ثمردار اور بے ثمر درختوں کا شمار نمبروار وقسم وار ساتھ کے ساتھ کیا جاتا ہے مگر مالیہ صرف ثمردار درختوں پر ہی لگایا جاتا ہے جمعبندی اراضی کے ساتھ اخیر پر جمعبندی درختاں بھی ہوتی ہے جس میں اسامی وار۔ نمبروار لقید اقسام درختاں اور جمع درختاں کا اندراج ہوتا ہے۔ درختاں بے ثمر (خارج ازجمع) کا اندراج اس جمعبندی پر نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص دریافت کرنا چاہے کہ فلاں نمبر خسرہ میں کس قدر درختاں بے ثمر کس کے نام پر درج ہیں تو اسے محافظ خانہ بندوبست سے کاغذات پیمائش کی نقل حاصل کرنی ہوگی

شجرہ نسب یا نسب نامہ | جمعبندی کے ساتھ گاؤں کے تمام کھیوٹداروں

کا لسب نامہ بھی ہوتا ہے۔ جو پہلے بندوبست کے وقت گزشتہ تین پشتوں تک بنا ہوا ہے۔ بعد میں جو سلسلہ نسب بڑھ گیا ہے اس کا اندراج عمل درآمد چہار سالہ جمعبندیوں اور بعد کے بندوبستوں پر کیا گیا ہے۔ اسی طرح جو سلسلہ نسب آیندہ بڑھتا جاتا ہے اس کا اندراج بھی مذکورہ طریقہ سے کیا جاتا ہے۔

جمعبندی چہارسالہ | چار چار سال کے بعد پٹواری ہر ایک گاؤں کی نئی جمعبندی تیار کرتا ہے جس کو جمعبندی چہارسالہ کہتے ہیں۔ یہ جمعبندی پٹواری موسم سرما میں بناتے ہیں۔ چہارسالہ جمعبندی گزشتہ جمعبندی کی ایک نقل ہوتی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہوتا ہے کہ گزشتہ چار سال میں جو کچھ تغیرات کسی حقیقت کے قبضہ و کاشت میں بروئے گرداوری یا بروئے انتقالات ہوئے ہوں۔ ان کا عمل درآمد اس چہارسالہ جمعبندی میں کیا جاتا ہے۔ اسی مقصد کے لئے یہ جمعبندی بنائی جاتی ہے اس جمعبندی کی دو کاپیاں بنائی جاتی ہیں۔ افسروں کے پرتال کے بعد پٹواری اپنا دستخط کر کے افسران نگراں کے دستخط جمعبندی کے ہر ایک صفحہ اور ہر ایک کاغذ پر کراتا ہے۔ اس کے بعد ایک کاپی دفتر تحصیل میں داخل کیجاتی ہے۔ اور فارم ہائے انتقالات تصدیق شدہ اس کے ساتھ شامل کئے جاتے ہیں۔ دوسری کاپی پٹواری حلقہ کے پاس رہتی ہے۔ سابق جمعبندیاں بھی اسی طرح دفتر تحصیل یا دفتر وزارت اور سررشتہ پٹوار میں موجود رہتی ہیں۔ جمعبندی ابتدائی اور چہارسالہ جمعبندی کا سالم اندراج صاف خوشخط بلا مشکوکی و محکوکی ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ پٹواری کے پاس ایک بندوبست سے دوسرے بندوبست تک کے کاغذات رہتے ہیں۔ نئے بندوبست پر گزشتہ بندوبست کے تمام کاغذات پٹوار۔ محافظ خانہ میں داخل کئے جاتے ہیں۔

انتقالات

پٹواری کے پاس ایک رجسٹر رجسٹر انتقالات رہتا ہے۔ اس رجسٹر کے ذریعہ جمعبندی کے مستقل اندراجات میں بوقت ضرورت تغیر و تبدیل کیا جاتا ہے اور ایک شخص کی حقیقت دوسرے کے نام منتقل ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی کھیوٹدار یا مزارعہ مستقل فوت ہو جائے تو پٹواری اس رجسٹر کے ایک حصّہ میں متوفی کی حقیقت کا اندراج جمعبندی کے مطابق کر کے دوسرے حصہ میں اس کے ورثا کا نام درج کر دیتا ہے اور خانہ کیفیت میں بذریعہ رپورٹ واقعات کا اظہار کرتا ہے۔ دورہ پر افسر مال (نائب تحصیلدار) یا تحصیلدار کھلے اجلاس اور گاؤں کے نمبردار و زمینداروں کی حاضری میں اسامی زیر بحث کی فوتیدگی اور اس کے ورثا کے متعلق تحقیقات کر کے متوفی کے نام کے اخراج اور ورثا کے نام متوفی کی حقیقت کے اندراج کا حکم رجسٹر انتقالات میں تحریر کر کے سنا دیتا ہے۔ یہ رجسٹر کونٹر فائل ہوتا ہے۔ یعنی اس کے دو صفحے ایک ہی پیشانی اور ایک ہی اندراج کے ہوتے ہیں۔ تصدیق کنندہ افسر دونوں صفحوں پر اپنے قلم سے حکم تحریر کرتا ہے۔ پھر صفحہ دویم چاک کر کے تحصیل کے دفتر میں محفوظ رکھا جاتا ہے۔ جو بعد میں جمعبندی چہار سالہ کے ساتھ ساتھ منسلک کیا جاتا ہے۔

دوسرا صفحہ انتقال اصل رجسٹر کے ساتھ پٹواری کے سرشتہ میں موجود رہتا ہے۔ جمعبندی کے حسب ذیل اندراجات میں سوائے حکم انتقال پٹواری ایک نقطہ کے برابر تغیر و تبدل کرنے کا مجاز نہیں۔ کیوں کہ یہ مستقل اندراجات ہیں۔

نام مالک۔ نام مزارعہ مستقل۔ ولدیت۔ قومیت۔ سکونت۔ حصص۔ نمبر خسرہ۔
تعداد رقبہ۔ جمع۔ باقی غیر مستقل اندراجات میں پٹواری حلقہ بشرط ضرورت
بہ دوران گرداوری تغیر و تبدل کر سکتا ہے۔ جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔
نام کاشتکار غیر مستقل۔ وسائل آبپاشی۔ اقسام اراضی۔
نام کھیت لگان مزارعہ غیر مستقل

رجسٹر انتقالات پر افسر تصدیق کنندہ کا حکم صاف۔ بلا شکوک و محکوک لکھا ہوا ہوتا ہے اگر افسر تصدیق کنندہ کو حکم لکھنے کے بعد معلوم ہو جائے کہ اسنے سہواً یا کسی اور وجہ سے انتقال پر غلط حکم تحریر کیا ہے تو وہ اپنی قلم سے اپنے حکم میں ترمیم کرنے یا تراش خراش کے ذریعہ درستی کرنے کا مجاز نہیں۔ ایسی صورت میں وہ اس انتقال کیلئے نظر ثانی کی اجازت حاصل کر کے حسب ضرورت صحت کر سکتا ہے۔

انتقالات کئی قسم کے ہوتے ہیں مثلاً وراثت۔ ہبہ۔ بلوغت۔ بیع۔ صحت اندراج۔ تقسیم۔ بحکم عدالت وغیرہ وغیرہ۔

ڈھال باچھ

پٹواری کے پاس ایک رجسٹر ہوتا ہے جسکو رجسٹر ڈھال باچھ ہائے کہتے ہیں۔
ڈھال باچھ پر وہ تمام رقمیں دیہہ وار۔ کھیوٹ وار اور اقساط وار درج ہوتی ہیں۔ جن کا داخل خزانہ سرکار کرایا جانا کسی معیاد مقررہ کے اندر لازمی ہوتا ہے۔ پٹواری حلقہ قسط کی معیاد شروع ہونے سے چند یوم پہلے ڈھال باچھ کی نقل نمبردار دیہہ کو دیتا ہے جس فہرست کے ذریعہ کوئی رقم رعایا سے بصورت مالیہ یا ٹیکس وصول کر کے داخل خزانہ سرکار کیجائیگی ایسی ہر فہرست کو ڈھال باچھ کہتے ہیں۔

چولہ شماری و تنخواہ چوکیدار

دیہاتی چوکیداروں کی تنخواہ چھ روپے ماہوار یعنی بہتر[۷۲] روپے سالانہ ہوتی ہے۔ یہ رقم گاؤں کے باشندوں سے دو برابر قسطوں میں مالیہ خریف و ربیع کے ساتھ وصول ہو کر داخل خزانہ سرکار کیجاتی ہے۔ تحصیل سے چوکیداروں کو ہر سہ ماہی پر ۱۵ روپے (بحساب ۵ روپے ماہوار) بطور تنخواہ دیئے جاتے ہیں۔ ایک روپیہ ماہوار بطور وردی فنڈ وضع ہوتا ہے۔ ایک ایک چوکیدار کی زیر نگرانی ایک[۱۰۰] سو سے دو[۲۰۰] سو تک چولہ جات ہوتے ہیں۔ چوکیدار فنڈ پر ایک چولہ سے بحساب کم از بارہ آنہ اور ہر ایک دوکان سے کم از ڈیڑھ روپیہ سالانہ وصول کیا جاتا ہے۔ اس غرض کیلئے محکمہ مال نے ایک دفعہ چولہ جات کا باضابطہ شمار کرا کر تنخواہ چوکیداری کا دیہہ وار باچھ مکمل کرا دیا ہے۔ پرتہ میں بلحاظ تعداد چولہ جات کی کمی و بیشی ہے۔ تنخواہ چوکیداری کی باچھ بھی پٹواری ہر ایک قسط پر نمبردار دیہہ کو دیتا ہے۔ اگر کسی گاؤں کے باشندگان جدید شمار پر چوکیدار فنڈ وصول کرنا چاہتے ہوں تو وہ چولوں کی جدید فہرست مرتب کر کے پٹواری سے تنخواہ چوکیداری کی رقم باچھ کرائیں گے۔

پرچہ رسید بہی

بندوبست کے خاتمہ پر اعلان جمع کے بعد ہر ایک کھیوٹ دار کو ایک چھوٹی سی مجلد کتاب سرکاری طور پر مل جاتی ہے جسکو رسید بہی کہتے ہیں۔ پرچہ رسید بہی پر جمعبندی کی نقل مفصل درج ہوتی ہے اس کے علاوہ کل مالیہ واجب الادا کی دونوں قسطوں (قسط خریف و قسط ربیع) کی رقمیں جدا جدا خانوں میں

درج ہوتی ہیں. تاکہ کھیوٹدار کو معلوم رہے کہ اسکو کس قسط پر کتنی رقم ادا کرنی ہے
اس کے بعد بہت سے خالی صفحے اس غرض کیلئے شامل رکھے گئے ہیں کہ جسوقت
کھیوٹدار نمبر دار کے پاس مالیہ داخل کریگا تو خانہ مقررہ میں رقم اداشدہ کا اندراج
بقید تاریخ داخلہ کرا کر نمبردار اور پٹواری کے العبد بطور رسید ثبت کرائے۔
کھیوٹدار کو لازم ہے کہ وہ مالیہ ادا کرتے ہی پرچہ رسید بہی کا اندراج کرائے۔
یہی رقم کی رسید ہے۔ نمبردار سے ایک علیحدہ کاغذ پر رسید حاصل کرنے کی صورت
میں رسید کے ضائع ہوجانیکا اکثر احتمال رہتا ہے۔

کاغذات پٹواری کی نقل حاصل کرنیکا دستور

ہر ایک کھیوٹدار کو یہ حق حاصل ہے کہ تحریری درخواست گذارنے کے بغیر صرف
زبانی استدعا پر سررشتہ پٹوار کے ہر ایک کاغذ کی نقل (جسکو عام طور پر انتخاب کہتے ہیں)
پٹواری حلقہ سے اجرت ضابطہ ادا کر کے حاصل کرے۔ اجرت فی کھاتہ دو آنے
اور فی نمبر خسرہ ایک آنہ مقرر ہے۔ پٹواری کا فرض ہے کہ وہ کھیوٹدار کی زبانی استدعا
پر پرائیویٹ وقت میں حسب مدعا نقل مرتب کر کے باخذ اجرت واجبی دیدے
غیر کھیوٹدار کیلئے ضروری ہے کہ وہ کاغذات پٹوار کی نقل حاصل کرنے کیلئے
پٹواری کے نام تحصیل کا حکم لائے۔

حلقہ پٹوار

چند دیہات کیلئے ایک پٹواری مقرر ہوتا ہے جس کو حلقہ پٹوار کہتے ہیں۔
حلقہ جات پٹوار کی تقسیم بلحاظ نمبرات خسرہ ہوتی ہے عام طور پر کشمیر میں تین ہزار سے
پانچ ہزار تک کے نمبرات کا ایک حلقہ پٹوار ہوتا ہے۔ پٹواری کا صدر مقام دیہات
حلقہ کے بڑے اور عموماً درمیان کے گاؤں میں مقرر ہوتا ہے

پٹواریان محکمہ بندوبست کشمیر کی پُردرد فریاد

(قابل توجہ عالی جناب رامچندر صاحب سٹلمینٹ آفیسر کشمیر و صاحب بہادر کمشنر صاحب ریاست جموں و کشمیر)

محکمہ بندوبست ایک ایسا محکمہ ہے جس سے تقریباً تمام لوگ آشنا ہیں۔ منصب تعریف کا محتاج نہیں ہے۔ کوئی گورنمنٹ کسی کسی نو آبادی کے حاصل کرنے کی خواہش کرتی ہے تو سب سے پہلے صیغہ ملٹری کی طاقت کو وہاں استعمال کرنا پڑتا ہے جس سے وہ نو آبادی حاصل ہوتی ہے لیکن صیغہ ملٹری کی جانکاہ کوشش جب ہی بارآور ہو سکتی ہے جبکہ اس نو آبادی کے نظم و نسق و تربیت مال گذاری کا انتظام بوجہ احسن انجام ہو۔ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے ایک ہی محکمہ سول یا بالفاظ دیگر محکمہ بندوبست ہے جو کہ صیغہ ملٹری کے پائے ہوئے باغ کو بارآور کر کے خزانہ شاہی کو مالا مال کر دیتا ہے۔ پس بدیں لحاظ یہ دونوں صیغہ جات گورنمنٹ کے لئے لازم و ملزوم یہ دونوں صیغوں کی زندگی اور توقیر شاہی زندگی اور شاہی توقیر ہے۔

ہر ایک شخص جانتا ہے کہ صیغہ ملٹری کی بنیاد ایک بہادر اور جاں نثار سپاہی کی جان پر قائم ہے جو اپنے خون سے سلطنت کی آبپاشی کر کے اسے تر و تازہ رکھتا ہے اس طرح

محکمہ بندوبست کا وجود ایک محنت کش اور باہنر پٹواری کی ضعیف بحالی پر استوار ہے جو اپنی طاقت اور قوت بصارت سے خزانہ شاہی کو ہمیشہ مالامال رکھتا ہے۔ لوہے کی زنجیر سے تمام کروبر اور کوہ بیاباں کو ناپ کر غاغذ کے سانچے میں ڈھال دیتا ہے جس کے دیکھنے میں عقد فلاطوں اور مدار ارسطو رہے۔ اس جوانمرد کا دماغ نہ ہار کی ناقابلِ برداشت گرمی سے چکراتا ہے اور ہی ساون کی موسلا دھار بارش سے گھبراتا ہے۔ اور نہ ہی دن بھر پالی میں رہنے سے اسے عار ہے۔ اور نہ سر بفلک پہاڑ پر چڑھنے سے اسکا جی کتراتا ہے گویا اپنے گاڑھے پسینے کے ماحصل سے خزانہ سلطنت کو پر کر دیتا ہے۔

مگراب یہ دیکھنا ہے کہ ان فدایان سلطنت (سپاہی، پٹواری کی قدرومنزلت گورنمنٹ اور اراکین سلطنت کی آنکھوں میں کہانتک ہے اور اس جانبازی اور جانفشانی کا معاوضہ انہیں کیا ملتا ہے۔ چوں کہ سپاہی کے قدرِ حقوق سے سب لوگ آگاہ ہیں گورنمنٹ انکے ایثار کی واجبی قدر کرتی ہے۔ اسلئے یہ بات محتاج وضاحت نہیں ہے اور افسوس ہے کہ پٹواری کے حقوق کمالِ بے رحمی سے پامال اور نظرانداز کئے جاتے ہیں اور یہ جانثار گورنمنٹ اور ارباب حل وعقد کی آنکھوں سے نہایت ذلالت سے گرا ہوا ہے جن حالات کو سنکر ایک منصف مزاج انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ وہلی کشمیر میں پٹواریاں مال کے تین درجے (درجہ اوّل ۱۲، درجہ دویم ۱۰ درجہ سویم ۸) مقرر ہیں۔ اور پٹواریاں بندوبست (شجرہ کلشاں) کا کوئی درجہ

مقرر نہیں ہے۔ یہ عہدہ دونوں لائنوں میں پنشن نہیں ہے اور نہ ہی رخصت اتفاقیہ، رعایتی، عارضی یا تنخواہ کا کوئی حق حاصل ہے باوجودیکہ اگر ان کو مشکل سے مشکل صدمہ پیش آجائے۔ تمام عمر میں ذرہ وجود نقاط کے حساب شمار میں آنکھوں کی بصارت صرف کر کے یہ ناقابل کام ہو جاتے ہیں۔ اور حواس خمسہ و قوائے جسمانی انہیں جواب دے جاتے ہیں۔ تو معمولی انعام دیکر (جس کی تعداد سو روپیہ تک ہوتی ہے) ان ضعیف العمروں کو ہمیشہ کے لئے رخصت کی جاتی ہے جس سے ان ناتوانوں کی زندگی کے پسماندہ ایام کسمپرسی کے ورطہ میں پڑ کر ان کے لئے وبال ہوتے ہیں اور انہیں تمام عمر عہد شباب سالانی خدمات پر صرف کر کے دم واپسیں پر ضرور دوسروں کا دست نگر اور محتاج رہنا پڑتا ہے۔ کون ہے جو اس وقت ان کی ناگفتہ بہ اور پیری کی حالت پر رحم کرے۔ بروقت اعلانی صاحب بہادر مہتمم بندوبست حلقہ بندی پیش ہونے پر حلقہ پٹوار کے درجے مقرر فرماتے ہیں۔ شروع میں جو پٹواری مال جس درجہ پر مقرر ہوتا ہے تمام عمر اسے دوسرے درجہ تک ترقی نصیب نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک پٹواری درجہ سویم پر بھرتی ہوا، اور وہ دوسرے ہمشان یا درجہ اوّل پٹواریان سے اعلیٰ لیاقت رکھتا ہے اور ان کے مقابلے میں کام بھی زیادہ اور اچھا کر سکتا ہے تو یہ درجہ دویم یا اوّل تک ترقی

نہیں کرسکتا۔ اگر وہ ترقی کی کوشش کرے بھی تو جواب صرف دو حرفی ملتا ہے "کہ گنجائش نہیں ہے"۔ یہ بھی ناممکن ہے کہ ایک پٹواری مال اپنی لائن میں باوجود اعلیٰ قابلیت رکھنے کے تمام عمر عہدہ پٹواری سے ترقی کرکے کسی اعلیٰ عہدے پر پہونچے بلکہ ایسی مثال ویلی کشمیر میں بہت کم نظر آتی ہے۔ جو گرداور یا نائب تحصیلدار وقتاً فوقتاً اسپر مقرر ہوتے ہیں۔ وہ اکثر مادرزاد گرداور یا مادر زاد نائب تحصیلدار ہوا کرتے ہیں۔

شاید کسی غیر متعلق صاحب کے دل میں یہ خیال پیدا ہوجائے کہ ممکن ہے پٹواری ویلی کشمیر میں کوئی ایسی قابلیت نہ رکھتا ہو، جو اسے اعلیٰ منزل پر پہونچائے اور یہ خیال محض بے بنیاد ہے اور مقام غور ہے کہ کیا ویلی کشمیر کے چار پانچسو پٹواریاں میں ایک بھی ایسا متنفس نہ ہوگا جو ترقی کی لیاقت رکھتا ہو۔ بلکہ میں بلا خوف وتردید دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس وقت بھی اکثر ایسے پٹواری موجود ہیں جو اپنے نگراں افسران سے بھی بدرجہ اچھی لیاقت رکھتے ہیں جیسا کہ بعض اوقات ایسا ثابت ہوا ہے۔ مگر کوئی انکو پوچھتا بھی نہیں۔

پٹواریاں بندوبست (شجرہ کش) کی تنخواہ بندوبست کشمیر میں بارہ روپے کے اندر اندر ہے۔ صرف چند خاص آدمیوں کی تنخواہ تیرہ۔ چودہ، پندرہ تک ہے۔ اور وہ بھی وہ لوگ ہیں جنکے کی

دس سال سے زیادہ ہے۔ اوّل تو یہاں سروس کا کچھ خیال ہی نہیں۔ ایک شخص پانچ سال سے کام کر رہا ہے۔ آفیسران اس کی کارکردگی سے بخوبی واقف ہیں اور اس کی تنخواہ آٹھ روپے سے نو روپے نہیں ہوتی بخلاف اس کے ایک اجنبی شخص آج بھرتی ہو کر آموختہ کام پر لگایا جاتا ہے اور ایک ماہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تنخواہ پہلے سے ہی دس روپے مقرر ہوتی ہے۔

کچھ عرصے سے پٹواریاں بندوبست کی ابتدائی تنخواہ چھ روپے مقرر کی گئی ہے۔ چنانچہ اکثر پٹواریاں کی تقرری اسی شرح سے ہوتی ہے۔ امید نہیں ہے کہ سال ہا سال تک انہیں چھ سے سات تک نصیب ہوں۔ اگرچہ ہر ایک محکمہ کا یہ اصول ہے کہ عہدہ دار کو بھرتی ہونے کے روز سے اس پوسٹ کی سالم تنخواہ نہیں دی جاتی جس پر اسکی بھرتی کی جاتی ہے اور مقررکردہ سالوار ترقی کے حساب سے وہ عہدہ دار میعاد مقررہ کے ہونے کے بعد اس پوسٹ کی سالم تنخواہ پر پہونچ جاتا ہے۔ مگر محکمہ بندوبست کا رول اس سے نرالا ہے۔ یا اگر محکمہ ہذا میں ایسا رول جاری ہے تو اس سے اعلیٰ عہدہ دار ہی مستفید ہو سکتے ہیں۔ پٹواری اس سے قطعی محروم و بے بہرہ ہیں۔

بجائے غور و مقام انصاف ہے۔ ایک شخص نے دس سال صرف کر کے تعلیم حاصل کی اور بعد میں وہ بخواہش

ملازمت محکمہ بندوبست میں آیا۔ یہاں ہزار مشکلات سے اس کا نام بندۂ امیدواران میں درج ہوا اور اسے دو سال بلا تنخواہ آموختہ کام پیمائش پر رہنا پڑا۔ اس عرصہ کی جدوجہد کے بعد جب خدا خدا کرکے اسکی تقرری ہوئی تو چھ روپے ماہوار! بقول استاد ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
تو چیرا تو ایک قطرہ خون کا نکلا

ایک ہٹا کٹا جاہل آدمی بعد حصول کسب و ہنر گھر سے نکل کر کسی بڑے کارخانے میں جاتا ہے، وہاں اسے ضرور چار آنے بلکہ بعض اوقات پانچ آنے روزانہ مزدوری ملتی ہے۔ ایسی صورت میں یہ اَن پڑھ مزدور اس بارہ سالہ تعلیم یافتہ سے بدرجہا اچھا رہا جس کی عمر کا ایک چوتھائی حصہ حصول علم پر ضائع ہو کر تین آنے روزانہ ملتے ہیں۔

ممکن ہے اس موقع پر یہ اعتراض پیش ہو گا کہ ملازمت سرکاری اور علم مزدوری میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ملازمت میں عزت ہوتی ہے، مزدوری بے عزتی کا کام ہے۔ اگرچہ یہ اعتراض درست ہے مگر معترض کو چاہیئے کہ وہ کسی وقت فیلڈ ورک پر جاکر ایک پٹواری کے کام کا مشاہدہ کرے۔ جبکہ پانی ہونے کی صورت میں پٹواری لنگوٹی باندھ کر پانی میں کام کرتا ہو گا یا گرمی دھوپ میں ادھر سے

ادھر دوڑتا بھاگتا ہوگا۔ یا ایک سلامی دار پہاڑ پر گھاس کا پولہ پاؤں میں پاکر ایک قوی ہیکل مزدور کی طرح چڑھتا اور اترتا ہوگا تو خود معلوم ہوگا کہ پٹواری اور مزدور میں کیا فرق ہے۔ عام مزدور دن بھر کی کوفت و ماندگی کا معاوضہ لے کر شام کو اپنے گھر اپنے آرام گاہ پر چلا جاتا ہے اور اپنے اہل و عیال میں بیٹھکر ادھر ادھر کی باتوں سے غم غلط کرتا ہے۔ بقول کسی کے ؎

گدارا چو حاصل شعر و نان شام
چناں خوش بخشید سلطانی شام

بخلاف اس کے سیٹلمنٹ قلی (پٹواری) سالم دن کی بھاگ دوڑ کے بعد جب شام کو ڈیرے پر آتا ہے تو اسے دن بھر کے ہوئے کام کے اندراج کا فکر دامن گیر ہوتا ہے۔ آٹھ بجے شام تک دو تین آدمی باشندگان دیہہ اس کے دائیں بائیں بیٹھ کر مصاحبت کا کام دیتے ہیں۔ بعد میں یہ مسافر اکیلا ہی آدھی رات تک بلا مونس و ہمراز کام کرتا رہتا ہے۔ اس تنہائی میں شمع جانگداز کے علاوہ اس مسافر کے جو مونس و ہمراز ہوتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

خوف افسراں، غم عیاں، وحشت رعایا ؎
غم و محنت و وحشت و یاس و حرماں
ہمارے یہی ہیں مہرباں کیسے کیسے

علی الصباح یہی فولادتن مزدور سب لوگوں سے پہلے اپنے

منصبی کام پر کمربستہ ہو جاتا ہے۔ یہ حال ایام بہار کا ہے۔ جبکہ یہ فیلڈ ورک پر تعینات ہوتا ہے۔ ایام سرمائیں بھی (جبکہ تکمیل کاغذات کا کام ہیڈ کوارٹر پر کرنا ہوتا ہے) اس غریب کو آرام نصیب نہیں ہوتا۔ پوہ، ماگھ کی سردیوں میں دس بجے بلکہ بعض اوقات اس، سے بھی پہلے اسے دفتر میں حاضر ہوکر ایک سربوریے پر بیٹھنا ہوتا ہے جہاں وہ اپنے وجود کو زاویہ قائمہ کی شکل بناکر شام کے پانچ بجے تک اپنے ہاتھ کو قطب نما کی سوئی کی طرح ہلاتا رہتا ہے اس پر بھی اکتفا نہیں ہوتا تو رخصت کے وقت ایک چھوٹے گدھے کا بار کاغذات کا کاندھوں پر اٹھاکر گھر لے جاتا ہے۔ اور وہاں نصف نصف رات تک اسی دھن میں لگا رہتا ہے۔ ایسی شب و روز محنت کا معاوضہ اسے کیا ملتا ہے — بارہ پیسے۔

آفیسران محکمہ بندولبست کا حکم ہے کہ پٹواری گاؤں میں جاکر کوئی چیز زمینداروں سے مفت حاصل نہ کرے۔ خوراک اپنی کھائے۔ پس اس کی تنخواہ کے مطابق خرچ خوراک کی تفصیل کرنی لازم ہے۔

چونکہ پٹواری کثرت کام ہونے کے علاوہ ایک منشی ہونے کے لحاظ سے اپنے ہاتھوں سے روٹی نہیں پکا سکتا اسے ضرور ایک نوکر روٹی پکانے والا رکھنا پڑے گا جس کی تنخواہ کسی صورت میں بھی دو روپے سے کم نہیں ہو گی ایک سیر ایک

وقت کی خوراک کا اندازہ لگا کر ایک ماہ کے لئے دس ترک چاول کی ضرورت ہے۔ جو اگر ادنیٰ سے ادنیٰ گاؤں میں خریدے جائینگے تو دو روپے آٹھ آنے کے آئیں گے اور تیل روزانہ ایک چھانگی صرف کرنے سے دو سیر ماہوار پر آٹھ آنے خرچ آئینگے۔ اسی طرح کے سیر پر ماہوار چار آنے اور مصالحہ ہلدی وغیرہ پر ماہوار چار آنے، تمباکو پر بحساب ایک پیسہ روز کے ماہوار آٹھ آنے۔ چائے نمکین معمولی طور پر ماہوار آٹھ آنے خرچ آتا ہے۔ گویا اس حساب سے چھ روپے آٹھ آنے پٹواری کو صرف اپنی ذات پر خرچ کرتے پڑے اور ان اخراجات کے ساتھ کوئی ایسا خرچہ شامل نہیں ہے جس کو انسان ترک کر سکے یا کسی چیز کی قیمت میں کمی کر سکے۔ چھ روپے تنخواہ کے حساب سے اس خرچ کے لئے بھی اسے آٹھ آنے ادھار لینے پڑے۔ یہ خرچ بھی اس صورت میں قابل رفتار ہے جبکہ پٹواری اپنے آفیسران کے حکم کی تعمیل سے ایک حد تک انحراف کر کے ساگ، سبزی، دودھ لکڑی زمینداروں سے مفت حاصل کرے اور پٹواری بھی بذات خود زمانہ گذشتہ کا ایک ریشی (رکھی) اور طبیعت کا انسان ہو اور دنیاوی اطراف اور اہل و عیال کے بار گراں سے مبرّا ہو۔ ترک لذات اور ترک حیوانات جلالی و جمالی کا مقام اسے حاصل ہوا ہو۔ اور اتفاق سے اسکا نوکر بھی ایسا پارسا صفت ہے تو یہ تنخواہ شاید اسکے خرچ کی متحمل ہو سکے گی۔ چہ جائیکہ اگر اسے گوشت

کھانے اور میٹھی چائے پینے کی عادت اور وہ تیل کے
بجائے گھی استعمال کرنے کی عادت ہو، موجودہ تنخواہ تو
پٹواری کی خوراک پر ہی صرف ہو۔ اب مشکل یہ ہے کہ کپڑا اور
خرچ متفرق اسکو کس فنڈ سے ملے گا اور اگر پٹواری عیال
دار ہو تو اس کے خرچ عیال کی کیا صورت ہے۔ غرض
کیا کہ پٹواری نے یہ طبع نفسانی حکم آفیسروں سے قطعًا گریز
کر کے ایام کارکردگی پیمائش میں خوراک زمینداروں سے مفت
کھالی۔ اور تنخواہ بچت کر کے اپنے گھر بھیجدی جس سے اس کا
عیال پرورش پاتا رہا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ایام تکمیل کاغذات
میں جبکہ عملہ ہیڈ کوارٹر پر کام کرتا ہے، ناجائز یافت کی
کوئی امید نہیں ہوسکتی۔ ایک پٹواری چھ روپے یا آٹھ روپے کا
تنخواہ دار جس کا عیال درج ذیل ہے۔ ایک خود، بیوی، لڑکا،
لڑکی اور نوکر کل پانچ۔ سری نگر جیسے شہر میں کیسے گزارہ ہو
سکتا ہے۔ کیونکہ ایسے عیال پر آج کل سرینگر میں بہ کمال
کفایت شعار بارہ روپے سے کم نہیں آویگا۔ علاوہ اس کے
دیگر اخراجات ضروری مثلاً حجام، دھوبی وغیرہ پوشاک
پوشید کا خدا حافظ۔ خصوصًا آجکل جبکہ بوجہ جنگ یوروپ ہر ایک
چیز کی گرانی کا عمومًا اور کپڑے کے کساد بازاری کا خصوصًا عام
شکوہ عالم گیر ہے۔ اور ایک پٹواری منشی کہلانے کی تہمت میں
استعمال پگڑی اور صفا کپڑے بغیر باہر نہیں نکل سکے گا۔ ایک
مشہور فلاسفر کا مقولہ ہے کہ ؎ بیا یدبرا حوال آنکس گریست

کہ دخلش بود نوزدہ خرچ بیست[19][20]۔ فلاسفر موصوف نے انیس بیس کی کمی بیشی پر رونے کی تجویز فرمائی ہے۔ اگر اس روشن دماغ فلاسفر کے آگے ان پٹواریوں کی چھ آمدنی اور بارہ خرچ یا آٹھ آمدنی سولہ خرچ کا مقدمہ پیش ہوتا تو معلوم نہیں کہ اس کمی بیشی کے احوال پر کیا ھدایت فرماتے۔

اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ عالی جناب مسٹر لارنس صاحب بہادر کمشنر بندولبست ریاست جموں وکشمیر نے ہی بندولبست قانونی پر (جسکو آج تک تقریباً پچیس سال کا عرصہ گزر جاتا ہے) پٹواریاں کی تنخواہیں قلیل مقرر فرمائی تھیں بلکہ صاحب ممدوح نے گرداوران، نائب تحصیلداران وتحصیلداران بندولبست کی تنخواہوں کا درجہ ہی اقل فرمایا تھا جس کی اہم وجہ یہ تھی کہ یہاں غلہ ارزاں تھا۔ یعنی خروار شالی ایک روپیہ کو ملتی تھی اور آجکل شالی کی وہی ایک خروار تین روپیہ کو مل سکتی ہے اس لئے تنخواہ ملازماں بندولبست میں بھی بہ نظر داشت حالات مختص الوقت ضرور اضافہ ہونا چاہیئے تھا۔

گرداواراں، نائب تحصیلداراں وتحصیلداراں بندولبست کی تنخواہوں میں وقتاً فوقتاً ضروریاتِ زمانہ کے احساس سے ضرور اضافہ ہوتا رہا۔ بلکہ آجکل ان کی موجودہ تنخواہوں اور مسٹر لارنس صاحب بہادر کی تجویز فرمودہ تنخواہوں میں نمایاں تفاوت ہے۔

رشوت کا صفحہ ہستی سے معدوم ہو جانا نہایت
دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ کوئی مہذب سے مہذب گورنمنٹ
رشوت کے انسداد کا دعویٰ نہیں کر سکتی کیونکہ رشوت کا لینا
طبائع پر منحصر ہے جو کہ مختلف ہیں۔ مؤخر الذکر روشنی میں وہ
لوگ ہیں جنکی تنخواہیں قلیل ہیں۔ مثلاً پٹواریاں اور ایسے راشی
"رشوت گیرندہ" نہیں ہیں بلکہ "رشوت ستان" ہیں۔ ایسی رشوت کا
انسداد ہونا نہایت آسان ہے بشرطیکہ گورنمنٹ کو ایسا منظور ہو۔ یوں
تو رشوت کی خرابیوں سے سب لوگ کم و بیش واقف ہیں مگر یہ وہ
آگ ہے کہ "جس تن لگے وہ تن جانے"۔ یہ وہ بے دھواں کی آگ
جو کہ دونوں (رشوت دھندہ اور گیرندہ) کو اندر ہی اندر جلا کر
خاکستر کر دیتی ہے اور یہ وہ مرض ہے کہ جو ایک کامل انسان کو
انسانیت کے درجہ سے گرا دیتا ہے۔ کاش گورنمنٹ ان دونوں
فریقوں (رشوت دہندہ اور گیرندہ پر رحم کرے اور ترس
کھائے تاکہ ایک عالم اس طوفان عظیم سے بچ جائے۔ عالیجناب
مسٹر بہر کہر صاحب بہادر جب انسپکٹر جنرل پولیس مقرر ہو کر
ریاست ہذا میں تشریف لائے تو سب سے پہلے صاحب ممدوح
نے کانسٹبلاں کی تنخواہوں میں خصوصیت سے اضافہ فرمایا۔ اس
سے پہلے کانسٹبلاں پولیس کی تنخواہ سات روپے مقرر ہوا کرتی تھی
صاحب موصوف نے بہ لحاظ سروس کانسٹبلان کی تنخواہ آٹھ روپے
سے بارہ روپے کر دی۔ اس ترقی کے بعد اگر کوئی کانسٹبل رشوت
کے جرم میں ماخوذ ہوا تو اس کے لئے سخت سزا تجویز کی گئی۔ مگر

پبلک نے ایسی سزا کو مناسب اور شایان خیال کر کے صاحب ممدوح کے انصاف کی داد دی۔ ایسی بے نظیر کہتر نوازی کے لئے جناب مسٹر پھر کہر صاحب بہادر کا نام انصاف کے آسمان پر آب زر سے بخط جلی لکھنے کے قابل ہے۔ مقام حیرت ہے کہ جب ایک ناخواندہ کانسٹبل کی تنخواہ (جو کہ صرف چوکیداری کا کام کرتا ہے) آٹھ سے بارہ روپے تک مقرر کی گئی۔ تو کیا اسکے مقابلے میں ایک باہنر پٹواری (جس کے ہاتھوں سے خزانہ شاہی مالا مال ہوتا ہے) صرف چھ روپے یا آٹھ روپے ہو سکتی ہے۔ اور پھر اسپر عام شکوہ ہے کہ یہ راشی ہے۔

پٹواری کے ہمشان سپاہی کانسٹبل، فارسیٹ گارڈ، باغبان ہیں یہ سب ناخواندہ ہیں اور یہ سب پوسٹیں پنشنر ہیں اور ان میں سے کسی ایک کی تنخواہ چھ روپے نہیں ہے۔ ان میں سے زیادہ سپاہی کی قدر کی جاتی ہے اسلئے کہ وہ سلطنت کا محافظ ہے۔ اسی کے مقابلے میں پٹواری ہے جو کہ اپنی عزیز طاقت قوت بصارت دولت شاہی کو روزافزوں ترقی دیتا ہے اور جو کچھ اسکی قدر کی جاتی ہے وہ مضمون صدر سے بخوبی عیاں ہو سکتی ہے۔ پنشن نہ ہونے کا شکوہ تو غریبوں کو تھا ہی مگر ایک اور جانکاہ غم جو اس طبقہ کے دل میں ہمیشہ جاگزیں ہے انکے لئے نہایت خطرناک اور تباہ کن ہے جس سے ان کی زندگی کے ایام نہایت پریشانی اور تلخی میں بسر ہوتے ہیں۔ باوجودیکہ اس خوفناک فکر سے تمام محکمہ جات کے ملازمین

ہیں۔ یہانتک کہ پٹواریاں مال بھی اس طوفان سے آزاد ہیں۔ صرف پٹواریاں بندوبست اس صعبناک غم کے شکار ہوتے ہیں وہ یہ کہ ایک قلمرو یا ایک ڈویژن یا ایک ضلع کی پیمائش جب ختم ہو جاتی ہے تو ان پٹواریاں بندوبست کو جو کہ ایک شاہی باغ میں سالہاسال سے پرورش پاکر پھلدار درخت برگ و بار دینے کے قابل کاشت ثابت ہوتے ہیں یک قلم باد تخفیف کی آندھی بیخ و بن اکھاڑ کر باغ کے باہر پھینک دیتی ہے۔ اس وقت نہ تو یہ کسی اور باغ کے لائق رہ سکتے ہیں اور نہ ہی انکی داد و فریاد سنی جاتی ہے۔ گویا نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ اگر خدا نخواستہ اس طوفان سے کوئی بچا تو بھی آخر عمر پر اسکا جنازہ رسوائی کا شکار ہوتا ہے۔ جبکہ اسکی لاش کو ناقابل کار سمجھ کر مفت میں نیلام کرتے ہیں۔ فرمائیے۔ ایک بے کس ناتواں، نابینا، بے بال و پر ضعیف العمر پٹواری کی اس وقت کون خدمت کرے۔ جبکہ بقول کسے ؎

دانت گرے تو گھو کسے ٹیبہ بوجھ نہ نہ لے
ایسے بوڑھے بیل کو کون باندھے کے بھس دے

؎ جوانی ہو چکی رخصت بڑھاپے کی تیاری ہے

پٹواری کو امید واثق ہے کہ عالی حضور مسٹر ستو صاحب کمشنر بندوبست ریاست جموں و کشمیر شاید ہماری ناگفتہ بہہ حالت پر ترس کھا کر جناب مسٹر پھر کہر صاحب کیطرح ہمارے لئے ابر رحمت ثابت ہونگے اور ہم کثیر التعداد بے زباں غریبوں کے حقوق

اور تنخواہوں پر غور فرمائینگے۔ مگر وائے شومئی بخت !! تا ہنوز صاحب ممدوح نے اسطرف توجہ مبذول نہیں فرمائی۔

اخیر پر ہم پٹواریاں مال و بندوبست کشمیر نہایت ادب سے جناب کمشنر صاحب ریاست جموں و کشمیر اور جناب رامچندران صاحب مہتمم بندوبست کشمیر کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہماری نستہ حالی اور غریبی پر رحم فرماکر اور ترس کھاکر کم از کم پٹواریاں کی تنخواہ کا سلسلہ دس سال سے مقرر فرمایا جاوے اور کم سے کم سال میں پندرہ یوم ہی رخصت باتنخواہ کا حق رکھا جائے اور انکے آخری حقوق پر بھی غور و خوض فرمائی جاوے تاکہ یہ طبقہ بھی خوشحال رہکر دوسرے تہذیب یافتہ اور زندہ دل طبقوں کیساتھ شمار کیا جاوے۔ ایسے مہذب زمانہ میں اور ایسی مہذب سے مہذب گورنمنٹ کے زیر سایہ اس کثیر التعداد فرقہ کا ذلیل ہونا انصاف سے بعید ہے۔ بصورت دیگر اس حرماں زدہ روزگار طبقہ کیلئے ایسا ہونا ممکن ہے اور یہ طبقہ کسی طرح بھی نئی روشنی سے فیضیاب ہونیکا مستحق نہیں ہے۔ تو جیسا کہ عام پبلک کا خیال ہیکہ انکو کسی قدر برملا آزادی بخشی جاوے اور زمینداران سے روٹی مفت کھانیکا حکم بخشا جاوے اور انکے برخلاف شکایات گذریں تو چشم پوشی سے کام لیا جاوے اور ایسی شکایتوں پر سنگین سزائیں تجویز نہ فرمائی جاویں ورنہ بجز ایں آں زندگی وبال اور جینا محال ہے۔

ساقی صلائے عام است کارے بکام گرداں = دامان خم فراخ است دورے تمام گرداں
بے کیمیائے مستی تبدیل غم محال است = یا مے حلال فرما یا غم حرام گرداں

راقم: غلام احمد مہجور

منجانب: پٹواریان بندوبست کشمیر

پسِ گفتار

از جناب خواجہ محمد مقبول صاحب وزیر وزارت ضلع جنوبی کشمیر

کسی ملک کے رہنے والے جس حد تک حکومت وقت کے آئین و قوانین سے واقف اور باخبر ہونگے۔ اسی حد تک نہ صرف وہاں کی رعایا پرامن زندگی بسر کریگی بلکہ وہ حکومت بھی مکمل حکومت کہلا کر بہترین انتظامات کی مالک تصور ہو گی۔ چنانچہ تمام مہذب حکومتیں اسی نکتہ خیال سے تعلیم کو زیادہ وسعت کیساتھ پھیلانیکی عملاً حامی ہیں۔ بد قسمتی سے کشمیر میں ابھی تک تعلیم کی کمی ہے۔ جسقدر پڑھے لکھے ہیں وہ بھی ملکی قوانین سے ناواقف ہیں۔

کشمیری کسان کو پولیس، جوڈیشنل وغیرہ سرکاری محکمہ جات کے ساتھ عمر بھر میں بہت ہی کم واسطہ پڑتا ہے اس لئے اگر ان محکمہ جات کے قوانین و آئین سے باخبر نہ ہونگے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ محکمہ مال کے ساتھ اسکے گہرے تعلقات ہیں اسکے دستور و قواعد سے واقف ہونا اسکے لئے نہایت ضروری ہے مگر موجودہ عہد میں کوئی ایسی مختصر مگر جامع عام فہم کتاب ملک میں موجود نہیں۔ جو روزمرہ کی ضروریات میں اسکی رہنمائی کر سکے۔ محکمہ مال کی ضخیم۔ کثیر التعداد اور مشکل و نایاب قانونی کتابوں سے عملاً وہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

رشوت ستانی کی عام شکایت کے سلسلہ میں محکمہ مال کا پٹواری بلحاظ تعلقات و نوعیت کام زیادہ بدنام ہے قبل اسکے کہ اسکی رشوت ستانی کے خلاف قانونی جہاد شروع کیا جائے پہلے اس امر کی ضرورت ہے کہ کسی آسان اور موثر ترکیب کے ذریعہ مرتشی کو ہی اس فعل شنیع سے باز رکھے جانیکے سامان مہیا کرے جائیں اسکے لئے بہترین طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ زمیندار یا زمین کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہر ایک شخص پر واضح کر دیا جائے کہ پٹواری کے اختیارات و فرائض کیا ہیں اور وہ صاحب زمین کے ساتھ کس قسم کا سلوک روا رکھنے کا قانوناً حقدار ہے اور کسطرح ایک زمیندار بلا ادائیگی کسی ناجائز معاوضہ کے اپنے مدعا میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

آج کشمیر کے مشہور شاعر اور معروف اہل قلم مہجور کاشمیری نے ایک کتاب کا قلمی نسخہ میرے سامنے پیش کیا میں نے اس کا ملاحظہ ابتدا سے انتہا تک کیا۔ کتاب کیا ہے؟ فن پٹوار کا گائیڈ۔ فرائض پٹوار کا نچوڑ۔ قوانین مال کا خلاصہ۔ پٹواری کا دستور العمل، اصطلاحات محکمہ مال کا فرہنگ۔ سادہ اردو زبان میں موزوں ترتیب سے مختصر پیرایہ میں جمع کیا گیا ہے۔ کشمیر کے عام زمیندار یا دیہات کے جملہ باشندگان کو جن معاملات میں محکمہ مال کیساتھ واسطہ پڑتا ہے۔ انکی مکمل تشریح کی گئی ہے اور کتاب کا نام بھی "پٹواری" رکھا گیا ہے۔ دوران مطالعہ میں جو کوتاہیاں یا خامیاں مجھے اس کتاب میں نظر آئیں۔ مولف کو ان سے آگاہ

کر کے انکی درستی کی ہدایت کی گئی۔ مجھے یہ معلوم کر کے زیادہ خوشی ہوئی کہ اس کتاب کا مؤلف خود محکمۂ مال کا دیرینہ پٹواری ہے اور اس نے ذاتی تجربات اور کئی قانونی کتابوں کی امداد سے یہ کارآمد نسخہ تیار کیا ہے۔ محکمۂ مال کے لئے یہ امر باعث فخر ہیکہ اسمیں ایسا پٹواری موجود ہے جو اپنے فرائض سے کماحقہ واقف ہوتے ہوئے دوسرونکی رہنمائی کا باعث بن رہا ہے۔

یہ کتاب زمینداران کشمیر کے علاوہ محکمہ مال کے نووارد اور جدید بھرتی شدہ ملازمین کیلئے بھی نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہوگی۔ اسلئے محکمۂ مال سے میری یہ پرزور استدعا ہے کہ وہ مؤلف کی خاص طور سے حوصلہ افزائی کر کے کتاب شائع ہونے پر اسکی کثیرالتعداد کاپیاں سرکاری طور پر خرید کر پٹواریوں اور محکمہ مال کے دوسرے ملازمین میں تقسیم کرائے۔ میں پرزور سفارش کرتا ہوں کہ محکمہ تعلیم اس کتاب کو ویلی کشمیر کے دیہاتی اور قصبہ جاتی مدارس میں بطور نصاب داخل کر کے بچوں کو پڑھائے۔ میں مؤلف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے ایک معزز شہری ہونیکی حیثیت سے یہ مفید ملک کارنامہ میرے پیش کر کے مجھے اسپر اظہار خیالات کا موقع دیا۔ یقیناً پٹواری کے مؤلف کی محنت قابل تحسین ہے۔

مورخہ ۲۶ مگھر ۱۹۹۴

دستخط

(خواجہ) محمد مقبول (صاحب)
وزیر اینڈ سب ڈویژنل مجسٹریٹ
اننت ناگ

از پنڈت روگنا تھ ہنڈو وزیر زراعت

پیر غلام احمد صاحب مہجور پٹواری نے ایک چھوٹی سی کتاب فن پٹوار کے متعلق لکھی ہے۔ میں نے اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا۔ مصنف نے پٹواری کی تعریف، رقبہ جات کی پیمائش کا اصول، مالگذاری کے قوانین اور کاغذات پٹوار کی تشریح نہایت اچھے پیرایہ میں کی ہے۔ انداز بیاں مرغوب اور عبارت عام فہم اور سلیس ہے۔ ایک معمولی پڑھا لکھا شخص اس کتاب کے مطالعے سے نہ صرف کاغذات پٹوار سے واقفیت حاصل کر سکتا ہے بلکہ مضمون کتاب کو پڑھنے اور ذہن نشین کرنیکے بعد پٹوار کا کام چلانیکے قابل بھی ہو سکتا ہے۔

کشمیر ایک زراعتی ملک ہے بلکہ یہاں کے باشندے ۹۰ فیصد زراعت ہی پر گذارا کرتے ہیں ایسی صورت میں ہر ایک کشمیری کو فن پٹوار سے واقفیت ہونیکی ضرورت پیش آتی ہے۔ بدقسمتی سے کشمیر میں اس فن کی کوئی جامع اور مختصر کتاب موجود نہیں ہے مجھے یہ دیکھ کر بیحد مسرت ہوئی ہے کہ فاضل مصنف نے اس کمی کو محسوس کر کے ایک ایسی کتاب لکھی ہے جو باشندگان کشمیر کیلئے کیا بلحاظ علمیت فن اور کیا بلحاظ ضرورت نہایت مفید ثابت ہو گی۔ خصوصاً وادیٔ کشمیر کے پڑھے لکھے زمیندار بچوں کے لئے خضر راہ ثابت ہو گی کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ کتاب دیلی کشمیر کے دیہاتی سکولوں کے نصاب میں شامل کی جاتی۔

بحیثیت افسر مال میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ بسا اوقات زمیندار غلط فہمی میں مبتلا ہو کر مصائب کے شکار ہوتے ہیں جس کی وجہ عدم علمیت فن پٹوار کے سوا اور کچھ نہیں ہوتی۔ میں فاضل مصنف کو

ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ میری نگرانی میں بحیثیت پٹواری عرصہ
تک کام کر چکا ہے۔ ایک دیرینہ تجربہ کار اور اہل قلم اور غیر معمولی
لیاقت کا مالک ہونیکی وجہ سے فن پٹوار کا پورا ماہر ہے۔ آج اس
نے یہ کتاب ریویو کیلئے میرے پیش کی ہے جسپر ریویو لکھتے ہوئے
مجھے نہایت خوشی حاصل ہوئی اور میں اسکو اس مفید کتاب کے
لئے مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہوں اور اسکی محنت اور قابلیت کا معترف
ہوں۔ تحریر ۳۰ سورج ۹۴ء۔

از قلم سید محمد امین اندرابی تحصیلدار خاص سرینگر کشمیر

مدت کی ایک ضرورت کو مہجور کاشمیری نے آج پورا کر دیا ہے۔
محکمہ مال کے لئے یہ مشکل تھا کہ وہ مختلف ہدایات کو فراہم کر کے کتابی
صورت میں اس طرح شائع کر دینا جس سے ایک غیر متعلقہ شخص بھی
فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ مہجور صاحب بلحاظ منصب اس کام کیلئے موزوں
ترین ہستی ثابت ہوئے۔ مہجور صاحب کی ادبی و علمی قابلیت محتاج تعریف
نہیں کئی کتابوں کے مصنف ہیں موجودہ تصنیف (پٹواری) کی حیثیت
ادبی یا تاریخی نہیں بلکہ کاروباری اور قانونی ہے جو کہ زمینداروں کے
لئے فی الحقیقت باعث رہنمائی ہوگی۔ کتاب نہایت محنت اور قابلیت
سے تیار کی گئی ہے۔ حقوق ملکیت کے ساتھ بیع و رہن جو عام اجازت
زمینداروں کو ملی ہے اس نے غیر دیہاتی اور شہری لوگوں کو بھی زمینداروں
کے زمرے میں شامل ہونیکی دعوت دی ہے۔ چونکہ آجتک دیہاتی

باشندوں تک ہی زمیندارانہ تعلقات محدود تھے اس لئے ایکدوسرے کو وہ سمجھتے تھے۔ مشتری وہ مرتھی کا جو جدید عنفران سے آملا ہے۔ اس اختلاط نے جانبین کو اپنے حقوق کی نگہداشت کے لئے محکمہ مال کی سرسری واقفیت پیدا کرنیکی ضرورت لازمی کردی ہے لہذا نہ صرف موجودہ عہد کے طلباء کو ہی اس کتاب کی ضرورت ہے بلکہ دیرینہ زمیندار بھی اس سے فایدہ اٹھا سکتے ہیں۔ میں مہجور صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انکی وہ کوشش جو ۱۹۶۹؁ سے شروع ہوئی تھی جبکہ وہ اور راقم اکٹھے تھے آج نہایت خوبی سے بارآور ہوئی ہے۔ نصاب تعلیم کیلئے ہماری ریاست میں ایک کمیٹی مقرر ہوئی ہے۔ دیہاتی اور شہری پرائمری اسکولوں میں رائج کرنیکے لئے اس سے بہتر کوئی اور کتاب انکو نہیں مل سکتی۔ بحیثیت شہری و بہ ذمہ داری عہدہ میری پرزور سفارش ممبران صاحبان کمیٹی کی خدمت میں یہی ہے۔ کہ اس کتاب کو ضرور نصاب تعلیم میں شامل فرماویں۔ واقعی مہجور صاحب حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔

ختم شد